رسالۂ عینیہ یا تازیانۂ سلوک

مکتوب

حضرت امام احمد غزالیؒ

بنام

حضرت عین القضاۃ ہمدانی

مترجم از فارسی
ڈاکٹر سید شاہ علی ارشد شرفی

مترجم از عربی
کفیل احمد ندوی

مکتبۂ شرف خانقاہ معظم

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ، بہار شریف، نالندہ

رسالہ عینیہ یا تازیانۂ سلوک

مکتوب

حضرت امام احمد غزالیؒ

بنام

حضرت عینُ القضاۃ ہمدانیؒ

مترجم از فارسی
ڈاکٹر سید شاہ علی ارشد شرفی

مترجم از عربی
کفیل احمد ندوی

مکتبۂ شرف

خانقاہ معظم حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ، بہار شریف، نالندہ

اشاعت	:	بار اوّل
سنہ اشاعت	:	۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵ء
نام کتاب	:	رسالۂ عینیہ یا تازیانہ سلوک
نام مصنف	:	حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
نام مترجم از فارسی	:	ڈاکٹر مولانا سید شاہ علی ارشد فردوسی
نام مترجم از عربی	:	مولانا کفیل احمد ندوی
صفحات	:	64
تعداد	:	1000
قیمت	:	35
کمپوزنگ	:	منعمی کمپیوٹر، دریاپور، لنگرٹولی چوراہا، پٹنہ-4
طباعت	:	ارم پرنٹرس، دریاپور، پٹنہ-4
ناشر وطابع	:	مکتبہ شرف خانقاہ معظم

محلّہ خانقاہ بہار شریف، نالندہ، بہار-803101

فون نمبر:06112-233465, 222185

عرض ناشر

خدا کا بے حد و حساب شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ''ادارہ شرف'' خانقاہ معظم، بہار شریف، نالندہ نے حضرت امام احمد غزالی قدس سرہ العزیز کے نایاب مکتوب گرامی مسمی ''رسالۂ عینیہ یا تازیانہ سلوک'' بنام عاشق المحبین حضرت عین القضاۃ ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ و تحقیق کی نشر و اشاعت اور اس کی طباعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ مکتوب پہلی مرتبہ اردو زیور طبع سے آراستہ ہو کر مخلوق خدا کے ہاتھوں میں آ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اسے قبول عام فرما کر عالم انسانیت بالخصوص سلوک کی راہیں طے کرنے والے اور رہنمائی حاصل کرنے والے عاشقان الٰہی اس کی روشنی میں اپنی مراد و منزل کو پالیں۔ طالبین معرفت اس کی رہنمائی میں واصل بحق ہو جائیں۔ اور انہیں زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہوں اللّٰھم ارزقنا بأنوار معرفتک۔

ناشر

سید شاہ محمد سیف الدین فردوسی عفی عنہ

ڈائرکٹر مکتبۂ شرف خانقاہ معظم، محلہ خانقاہ بہار شریف، نالندہ، بہار (انڈیا)

پیش لفظ

پیش نظر ''رسالہ عینیہ یا تازیانہ سلوک'' حضرت خواجہ امام احمد غزالیؒ متوفی ۵۲۰ھ ہجری کا وہ نایاب و نادر مکتوب ہے جسے انہوں نے اپنے مرید خاص اور صحبت یافتہ حضرت خواجہ عین القضاۃ ھمدانی کے نام تحریر کیا ہے یہ گراں قدر رسالہ عربی و فارسی دونوں زبانوں کے حسین امتزاج کے ساتھ لکھا گیا ہے لیکن جگہ جگہ قرانی آیات، رسول کریم ﷺ کے فرمودات اور عربی اشعار کے برمحل استعمالات کی خوبصورت آمیزش نے اس رسالہ کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے، ماضی قریب میں سب سے پہلے اس رسالہ پر حاجی سید نصر اللہ تقوی رئیس دیوان کیشور (ایرانی) کی قدر شناس نگاہ پڑی اور انہوں نے بے حد دلچسپی کے ساتھ کئی مخطوطات سے مقابلہ کر کے اسے تصحیح کے ساتھ شائع کرایا اس سلسلہ میں ان کی جانفشانی اور عرق ریزی قابل صد تحسین ہے اور طالبین معرفت پر ان کا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے نہ صرف ایک انمول خزانہ کے در نایاب سے انہیں روشناس کرایا بلکہ اس رسالہ کی شکل میں ایک ایسی زادراہ سے نوازا جو سلوک کی ہر ایک منزل میں بے حد کام آئے گی۔

مکتبہ شرف کی جانب سے میں محترم جناب امجد جاوید صاحب (Hadras Field York Shair England) کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے عم مکرم جناب سید حامد شعیبی صاحب (لندن) کو اس رسالہ کے اردو ترجمہ اور اس کی اشاعت کی طرف متوجہ کیا۔ ان کی پیہم کوششیں رنگ لائیں کہ یہ ''رسالہ عینیہ'' اردو ترجمہ کے بعد زیر طبع سے آراستہ ہو کر آپ قارئین کے ہاتھوں میں ہے چنانچہ جو حضرات بھی اس رسالہ کو پڑھیں اور ان کا وقت خوش ہو وہ مترجمین کے ساتھ ساتھ ان مذکورہ بالا شخصیات کی درازگی عمر، صحت، عافیت اور قبولیت عنداللہ کیلئے خصوصی دعاء فرمائیں۔

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ معظم میں

قائم مکتبہ شرف وہ ادارہ ہے جوایک زمانہ سے حضرت کے مکتوبات ودیگر تصنیفات کے تراجم اردو زبان میں شائع کرتا آرہا ہے۔ اسکے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ نہ صرف حضرت مخدوم جہاںؒ اوران کے خلفاء کبار کے یہ تصنیفات لوگوں تک مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے پہنچائی جائیں بلکہ دیگر اکابر صوفیاءکرام کی نادر کتابوں کوتحقیق کے ساتھ ترجمے کرکے شائع کیا جائے اس ادارہ کی خوش بختی ہے کہ ''رسالہ عینیہ'' (مکتوب حضرت احمد غزالیؒ بنام حضرت عین القضاۃ ھمدانیؒ) کواردو قالب میں ڈھالنے کا شرف حاصل ہورہا ہے بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ حضرت عین القضاۃ ھمدانی وحضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیھما سے حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ اوران کے خلفاءکاقلبی وفکری رابطہ ونسبت کی وجہ سے یہ ادارہ اس رسالہ کی تشہیراورنشرواشاعت کی خدمت کازیادہ مستحق ہے جب یہ رسالہ مجھے ملااورمکتوب الیہ کے نام نامی اسم گرامی حضرت عین القضاۃ ھمدانی پرمیری نگاہ پڑی تو انتہائی مسرت ہوئی، کیونکہ پورے برصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ کی وہ واحدذات ہے جنہوں نے اپنے مکتوبات وملفوظات میں مختلف جگہوں پرحضرت عین القضاۃ ھمدانی کابڑی عزت واحترام کے ساتھ ذکرکیاہےاوراپنے زمانہ میں یہاں کے رہنے والوں کوان کے اعلی اوردقیق کلام سے متعارف کرایاہےاورکہیں کہیں پرانہوں نے بےحدمحبت کے ساتھ ان کے بارے میں یوں فرمایاہےوہ ''عاشق فانی یعنی عین القضاۃ ھمدانی'' اپنے بلندپایہ مکتوب میں یوں فرماتے ہیں،''حضرت مخدوم جہاں''جیسے عظیم المرتبت محقق کےقلم سے ''عاشق فانی''کانہایت معنی خیزلقب ان کے خاص مقام ومرتبہ کاپتہ دیتاہے۔

جب یہ''رسالہ''کاتب الحروف کے مطالعہ میں آیاتوحضرت عین القضاۃ ھمدانی کے ذکرمیں ان کی مشہور کتاب''زبدۃ الحقائق''سے اخذکیاہواایک اقتباس بےحدپسندآیاجس کے مطالعہ سے حضرت مخدوم جہاںؒ کی ان کے سلسلہ میں''عاشق فانی''لقب کی بہت عمدہ وضاحت ہوتی ہے آپ بھی لطف ومحبت کے ساتھ ان کے اس اقتباس کامطالعہ فرمائیں اورمحظوظ ہوں۔

''میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جب علوم ظاہر میں گذار دیا اور بحث و تکرار اور مطالعہ میں جو وقت لگایا اس سے ملول خاطر رہنے لگا تو حجت الاسلام ابوحامد غزالی کی کتابوں کی طرف مائل ہوا چار سال تک ان کی کتابوں کو پڑھتا رہا اور یہ سمجھ لیا کہ مجھے میرا مطلوب مل گیا اب مجھے مزید طلب کی ضرورت نہیں ہے یہ سوچ کر جو کچھ پایا ان پر اکتفا کر کے راہ طلب سے نکلنے والا ہی تھا کہ اسی زمانے میں ان کے بھائی ''سلطان طریقت حضرت امام احمد بن محمد غزالی طوسی'' ھمارے وطن ھمدان تشریف لائے مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا موقع نصیب ہوا اور بیس ہی روز میں مجھ پر وہ باتیں کھل گئیں جو ابتک پوری عمر میں حاصل نہیں ہوئی تھیں، اب تو میرا یہ حال ہے کہ طلب فنا کے سوا میری کوئی مشغولیت نہیں۔ اگر نوح علیہ السلام کی عمر بھی مجھے دیدی جائے تو اسکی طلب میں سب فنا کر دوں اور یہی سمجھوں کہ ہائے مجھ سے کچھ نہ ہوا اور میں نے کچھ نہیں کیا'' (زبدۃ الحقائق عین القضاۃ ھمدانی)۔

اس ادارہ سے اس رسالہ کی اشاعت کے سلسلہ میں دوسری اہم بات جسے میں محسوس کرتا ہوں کہ حضرت امام احمد غزالی کا یہ قیمتی رسالہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے مطالعہ میں ضرور آیا ہے کیونکہ اس رسالہ کا انداز بیان اور اسکی لطافت، شیرنی اور نکتہ آفرینی حضرت مخدوم جہاں کے مکتوبات سے بہت مشابہت رکھتی ہے اور بعض باتیں تو ایسی ہیں کہ ان کو پڑھ کر پر مسرت حیرت ہوتی ہے کہ ''مخدوم جہاںؒ نے اپنے مکتوبات میں بالکل اسی طرح کی باتیں اسی انداز میں رقم فرمائی ہے۔

سبحان اللہ! کیا مقام و مرتبہ ہے حضرت امام احمد غزالی کا اور کیا کہنے ہیں ان کے کلمات عالیہ کے بیشک اس کی خوشبو مشام جاں معطر کر دیتی ہے اور اس کے مطالعہ سے روح کو عجب تازگی ہوتی ہے اور قلب کو فرحت و انبساط ہوتا ہے یہ حقیقت ہے کہ مردہ دلوں کی مسیحائی کیلئے یہ ''رسالہ عینیہ'' بہترین ''نسخۂ کیمیا'' ہے اس کی ہر بات پوری ایک کتاب کی حیثیت رکھتی

ہےاور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن فہمی کی جو دولت ان اللہ والوں کو عطا فرمائی تھی اس کا اس رسالہ کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے میری رائے ہے کہ بار بار اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے یقیناً ہر مطالعہ معانی کے بحر بیکراں کا پتہ دیگا اگر کسی صاحب دل کے سامنے بیٹھ کر اس کو پڑھا اور سمجھا جائے تو پھر اس کے اثر انگیزی کے بارے میں کیا پوچھنا؟ بیشک اس پر آشوب دور میں سلوک کی راہ اختیار کرنے والوں کیلئے یہ بہترین زادراہ ہے۔

یہ ادارہ ''مکتبہ شرف'' عم محترم حضرت مولانا ڈاکٹر علی ارشد حاحب شرفی دامت برکاتہٗ کا بے حد مشکور ہے کہ انہوں نے فارسی کو اردو کے قالب میں اس طرح ڈھالا کہ پڑھنے والے کو اصل عبارت کا گماں ہوتا ہے۔ طبیعت کی ناسازی کے باوجود انہوں نے ترجمانی کا حق ادا کیا۔ اسی طرح برادرم مولانا کفیل احمد ندوی حفظہٗ اللہ نے اس رسالہ کو عربی سے اردو ترجمہ اور آیات کی تحقیق اور پروف ریڈنگ کا کام نہایت اخلاص ومحبت کے ساتھ انجام دیا ہے ساتھ ہی ساتھ سید ہریرہ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہ ادارہ ممنون ہے کہ انہوں نے اس رسالہ کی طباعت اور نشر واشاعت میں بہترین خدمات انجام دیئے۔ یہ سارے حضرات تمام قارئین کی دعاؤں کے مستحق اور لائق ستائیش ہیں اللہ تعالیٰ ان سبھوں کے خدمات کو قبول فرمائے آمین۔

دعاء گو

سید شاہ محمد سیف الدین فردوسی عفی عنہ

سجادہ نشیں خانقاہ معظم حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

محلہ خانقاہ بہار شریف نالندہ

دیباچہ

میں مدتوں کتابوں سے دور رہا، ماہ فروردیں ۱۳۱۸ شمسی کو جب اس کی طرف متوجہ ہوا اور چند قیمتی نسخوں پر نگاہ گئی تو ان میں ایک ایسا نسخہ بھی دیکھنے کو ملا جس کے پہلے صفحہ پر تحریر تھا ''مکتوب امام احمد غزالی کہ بہ عین القضاۃ ہمدانی نگاشتہ'' اس عنوان کو دیکھ کر میں ایسا شیفتہ ہوا کہ میں اپنی ساری مشغولیت کو ترک کر کے اس کے پڑھنے میں لگ گیا۔ اور جب تک مکمل طور پر پڑھا نہیں چھوڑا نہیں۔ پھر تو میرا حال ہوا کہ جتنا پڑھتا گیا اتنا ہی اس پر فریفتہ ہوتا گیا۔ گویا یہ ایک ایسی خوشبو تھی جو باغِ خلد سے آ کر شائقین کی روح کو معطر کر رہی تھی یا ہاتفِ غیبی کی ایک ایسی آواز تھی جو صاحبانِ استعداد کی طبیعت کو حقیقی منزل کی طرف دعوت دے رہی تھی۔

اور یہ بھی معلوم ہے کہ دل سے جو بات نکلتی ہے وہ بولنے والے کے احوال کی خبر دیتی ہے اور سننے والے کے قلب کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔ مختصر تعریف یہی ہے کہ یہ ایک ایسا مکتوب ہے جو بے خبروں کو خبردار کرتا ہے اور ارباب خیر کو نیکوکاروں کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔

میں نے جب اس مکتوب گرامی کو ایسا بلند پایہ محسوس کیا تو یہ ارادہ کر لیا کہ اس نسخہ شریف کو زیور طبع سے آراستہ کر کے پھیلا دوں تا کہ اہلِ ذوق کے مطالعہ میں آسانی سے پہنچ جائے۔ سب سے پہلے تو یہ بات سامنے آئی کہ اس نسخہ کی تصحیح کا کام کیا جائے اس لیے کہ پیشِ نظر نسخہ غلطیوں کا مجموعہ تھا، لیکن مشکل یہ تھی کہ کوئی دوسرا نسخہ موجود نہیں تھا۔ تلاش و جستجو میں لگ گیا۔ ایک اور نسخہ ملا۔ اس سے تصحیح کا کام کیا۔ لیکن اس میں بھی کاتب کی تحریف کی غلطیاں موجود تھیں۔ اب تیسرے نسخہ کو حاصل کرنے کی فکر ہوئی۔ چنانچہ تلاش و جستجو کے بعد میں ایک نسخہ مل گیا۔ معلوم ہوا کہ استاد فاضل ارجمند تعالیٰ ملک الشعراء نے ایک اور نسخہ کا پتا لگایا ہے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ عارضی طور پر عنایت فرمائیں۔ چوں کہ وہ خود علوم و معارف کی اشاعت میں لگے رہتے ہیں اس لیے انہوں نے سخاوت سے کام لیتے ہوئے مجھے عنایت کر دیا۔

یہ نسخہ جو بیاض کی صورت میں ہے غلطیوں سے بھرا ہوا تھا اس کے درمیان کے چند صفحے غائب بھی تھے، پھر بھی رسالۂ عینیہ کے نسخہ کی تصحیح و تحقیق میں اس بیاض نے مجھے مدد دی اور ہر قدم پر میرا ساتھ دیا جس کے لیے میں جناب ملک الشعراء کا شکر گذار ہوں۔

اپنی صلاحیت اور کوشش کے مطابق اس مکتوب کی تصحیح کا کام کیا۔ پھر فاضلِ یگانہ اور استاد بزرگوار آقائی طبسی (حسن مشکان) ممبر محکمہ وزارت داخلہ سے مشورہ لیا۔ میں نے ان کو بھی اس مکتوب کی اشاعت میں ہم خیال و ہم عقیدہ پایا۔ انہوں نے ان دونوں بزرگانِ طریقت اور پیشوا کے احوال کے ترجمہ کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی۔ جس کے لیے یہ بندہ اور تمام قارئین ممنون و مشکور ہیں۔

یہ مکتوب گرامی ترجمہ کے ساتھ شہنشاہ پہلوی خلد اللہ ملکہٗ کے عہد مبارک میں تمام روشن و تابناک کارناموں کی فہرست میں شامل ہے۔ حضرت اقدس کے اسم مبارک کے طفیل اسے آراستہ کر کے آستانۂ مبارک کے حاضر باشوں کی اجازت سے اہلِ حال کے استفادہ کے لیے اور جام وصال کے پیاسوں کی تشنگی بجھانے کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

اس مکتوب کے تعارف کو حضرت مولوی جلال الدین کے ان اشعار پر ختم کر رہا ہوں جو آپ نے اپنی مثنوی کے آخر میں تحریر فرمایا ہے:

نردبانِ آسمان است ایں کلام — ہر کہ زیں بر میرود آید ببام
نی ببام چرخ کو اخضر بود — بل ببامی کز فلک بر تر بود
بام گردوں را از و باشد نوا — گردشش باشد ہمیشہ زاں ہوا

(۱) یہ کلام آسمان کی سیڑھی ہے۔ جو اس سے گذرتا ہے وہی چھت پر پہنچتا ہے۔
(۲) اس بام سے مراد نیلگوں آسمان نہیں ہے بلکہ وہ بام مراد ہے جو آسمان سے بھی برتر ہے۔
(۳) بامِ گردوں کو تو اس سے آواز آتی ہے۔ اور وہیں کی ہوا سے گردش میں ہے۔

نصر اللہ تقوی

رسالہ عینیہ یا تازیانۂ سلوک

یہ مکتوب مبارک جو دانشمند معظم، علوم عقلی ونقلی کے استاد بزرگ ''جناب آقائی حاجی سید نصر اللہ تقویٰ رئیس دیوان کشور'' کی کوشش سے شائع ہو رہا ہے ایک ایسا موج ہے جو دریائے بیکراں کی حکایت بیان کر رہا ہے۔ ایک ایسا نور ہے جو خورشید تاباں سے چھن چھن کر نکل رہا ہے، ایک ایسا پھول ہے جس کے بارے میں یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ کس شاخ سے لیا گیا ہے، ایک ایسا توشہ ہے جس کے بارے میں یہ پتا لگانے کی ضرورت ہے کہ کس شہر سے آیا ہے۔ ایک ایسا عطر ہے جو سالکین کے مشامِ جاں کو معطر کر رہا ہے اور ایک ایسا مضراب ہے جو باطنی شعور کے تاروں میں ارتعاش پیدا کر رہا ہے۔

آقائے معظم کے قلم کی کوشش سے منظرِ عام پر آنے والا یہ تازیانۂ سلوک حضرت مالک الملوک کی جانب سے ایک پیام ہے۔ یعنی یہ رسالۂ عینیہ حضرت احمد غزالی طوسی اور حضرت عین القضاۃ ھمدانی کے احوال کا ترجمان ہے۔

حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

احیاء علوم الدین کے مصنف حجۃ الاسلام ابو حامد بن محمد بن محمد غزالی کے چھوٹے بھائی شیخ مجد الدین ابوالفتوح احمد بن محمد طوسی غزالی کا شمار پانچویں صدی کے طبقۂ اولیٰ کے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ امام الحرمین عبدالملک جوینی کے شاگرد و جانشیں تھے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں تدریسی خدمات انجام دیتے اور بہت ساری مشہور کتابوں کے مصنف ہوئے۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ احمد غزالی خوش بیان واعظ، لوگوں کے بہترین مرجع، صاحبِ مقامات وکرامات تھے، اگرچہ آپ فقہا کی فہرست میں آتے ہیں لیکن وعظ ونصیحت اور فقہی تقریر میں مہارت کی وجہ سے آپ کو تحت الشعاع کہا جاتا۔ علوم نقلی اور خاص کر علومِ دینی میں آپ کو اس درجہ کمال حاصل تھا کہ جب آپ کے بڑے بھائی ابو حامد نے مدرسۂ نظامیہ کی تدریسی ذمہ داری سے سبکدوش ہوکر گوشہ نشینی اختیار کر لی تو آپ ہی ان کی جگہ پر پڑھانے لگے۔ آپ نے احیاء علوم الدین کو مختصر کیا، جو کتاب چار جلدوں میں تھی اس کی تلخیص ایک جلد میں کر دی اور اس کتاب کا نام **لباب الاحیاء** رکھا۔ ایک دوسری کتاب بھی تصنیف کی جس کا نام ذخیرہ ہے۔ (الذخیرۃ فی علم البصیرۃ)۔ آپ نے سفر میں بھی بہت وقت گذارا۔ بہت سارے بزرگوں کی خدمت میں رہے اور بہت سارے اربابِ استعداد کی تربیت کی۔ ۵۲۰ھ میں قزوین میں آپ نے رحلت فرمائی۔

صاحبِ نفحات الانس نے لکھا ہے کہ آپ ابوبکر نساج طوسی کے مریدوں میں ہیں جو خراسان کے بہت بڑے بزرگ تھے اور دولت شاہ سمرقندی کا کہنا ہے کہ آپ امام الحرمین عبدالملک جوینی کے شاگردوں میں ہیں۔

صاحب ریاض العارفین فرماتے ہیں کہ شیخ ابو حامد محمد غزالی کے چھوٹے بھائی احمد غزالی جو تمام علوم ظاہر و باطن کے جامع ہوئے حجۃ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اور یہ بھی

فرماتے ہیں کہ شیخ احمد غزالی کا شمار ارباب علم وحال واصحابِ تحقیق کے اکابر بزرگوں میں ہوتا ہے۔آپ شیخ ابوبکر نساج طوسی کے مرید تھے۔اور تمہیدات کے مصنف شیخ عارف یعنی عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہٗ نے آپ ہی سے تربیت حاصل کی ہے۔سوانح العشاق نام کی کتاب آپ ہی کی محبت میں لکھی ہے۔وہ ایک ایسا رسالہ ہے جس میں نظم بھی ہے اور نثر بھی۔اس میں بڑی اچھی اچھی باتیں دلچسپ انداز اور عبارت میں لکھی گئی ہیں۔

حضرت جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ شیخ فخرالدین عراقی نے لمعات نام کی کتاب تحریر فرمائی ہے وہ سوانح العشاق کی پیروی اور اسی انداز میں لکھی ہے جیسا کہ خود اس کتاب کے دیباچہ میں رقم فرماتے ہیں کہ ''عشق کے درجات کے بیان میں یہ چند کلمات جو سوانح کے طرز پر ہیں موجودہ زبان میں تحریر کیے جا رہے ہیں۔

حضرت محمد غزالی سیر وسلوک کی طرف جو مائل اور راغب ہوئے اس کی وجہ بعض لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ ایک روز آپ امامت فرما رہے تھے اور آپ کے چھوٹے بھائی احمد غزالی آپ کے پیچھے جماعت میں شامل تھے۔حالت نماز میں احمد غزالی جماعت سے باہر نکل آئے اور تنہا اپنی نماز مکمل کی۔لوگوں نے جب یہ بات حضرت محمد غزالی کو بتائی تو آپ نے اپنے بھائی احمد غزالی سے جماعت سے نکل جانے کی وجہ دریافت کی۔انہوں نے کہا اے بھائی! جب تک آپ نماز میں تھے میں آپ کی اقتدا کر رہا تھا اور جیسے ہی آپ اپنے گھوڑے کو پانی دینے کے لیے چلے گئے میں مقتدیوں کی صف سے نکل آیا۔احمد غزالی کا یہ جواب سن کر ان کے بڑے بھائی محمد غزالی نے فرمایا سبحان اللہ العظیم! بڑی سچ بات انہوں نے کہی! اور کیوں نہ ہو انھم جواسیس القلوب یہ اللہ والے لوگ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ہاں! یہ بات صحیح ہے کہ میں جب نماز پڑھا رہا تھا تو اس وقت مجھے یاد آیا کہ اپنے گھوڑے کو پانی نہیں دیا ہے گھر جا کر پانی دینے کے لیے کہوں گا۔پھر اپنے آپ سے کہا کہ نہیں میں خود پانی دوں گا۔ابوالفتوح (احمد

غزالیؒ) نے معرفت کے نور سے میرے دل کی اس پوشیدہ بات کو معلوم کرلیا۔ محمد غزالی کو اسی دن سے گوشہ نشینی اور ماسوی اللہ کے ترک کا خیال پیدا ہوگیا۔ اور اس خیال میں ایسے پختہ ہوئے کہ ریاست و سرداری اور تدریسی ذمہ داری سب کو چھوڑ بیٹھے اور گوشہ نشیں ہو گئے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک روز حضرت محمد غزالی کے دوستوں نے جب ان کو اس خاص اور متعین جگہ پر نہیں پایا تو فکر مند ہوئے۔ تلاش میں نکلے اور ان کے بھائی احمد غزالی سے ان کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی خون میں ہیں۔ جب لوگوں کی ملاقات ہوئی اور لوگوں نے دریافت کیا کہ آخر معاملہ کیا ہے تو فرمایا کہ میں خون کے ایک فقہی مسئلہ میں غور وفکر کررہا تھا۔

آقای جلال همائی نے اس زمانہ کی مشہور کتاب غزالی نامہ میں لکھا ہے کہ احمد غزالی نے فارسی اور عربی میں اشعار کہے ہیں اور مثال میں عربی کے یہ دو اشعار پیش کیے ہیں:

اذأصحبت الملوک فالبس — من التوقی أعز ملبس

وادخل اذاما دخلت أعمی — واخرج اذا ما خرجت أخرس

(۱) جب تم بادشاہوں کی صحبت اختیار کرو تو تقویٰ و پرہیزگاری کا سب سے باعزت لباس استعمال کرو۔

(۲) اور جب تم (ان کی مجلس میں) داخل ہو تو نابینا بن کر داخل ہو اور نکلو تو گونگے بن کر نکلو۔

ریاض العارفین میں یہ تین شعر آپ ہی کی طرف منسوب ہیں:

چوں چتر سنجری رخِ بختم سیاہ باد — با فقر اگر بود ہوس ملک سنجرم

تا یافت جانِ من خبراز ذوق نیم شب — صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

عریان ملک بخشم گوی کہ خامہ ام — خاموش نکتہ گویم گوی کہ دفترم

صاحب روضات نے اس رباعی کی نسبت بھی آپ ہی کی طرف کی ہے:

بستر دنی است آنچہ بنگاشتہ ایم　　بفگند نمی است آنچہ بر داشتہ ایم

سودا بودہ است آنچہ پنداشتہ ایم　　دردا کہ بھرزہ عمر بگذاشتہ ایم

نفحات اور حبیب السیر کے مطابق حضرت احمد غزالی کا سال وفات ۵۱۷ ہے، حمد اللہ کی تحقیق کے مطابق ۵۱۹ لیکن وفیات ابن خلکان اور کامل بن اثیر میں ۵۲۰ تحریر ہے۔

آپ کی تدفین قزوین میں ہوئی۔

بعض لوگوں نے غزالی کو تشدید کے ساتھ پڑھا ہے اور انہوں نے غزالی یعنی کاتنے والا کی طرف منسوب کیا ہے۔ بعض لوگوں نے غزالہ کی طرف منسوب کر کے تخفیف کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ طوس کے نواح میں غزالہ نام کا ایک محلّہ تھا۔ لیکن اِس زمانہ میں طوس کے قریب اس نام کا کوئی محلّہ نہیں ہے۔

نوٹ:- صاحبِ مناقب الاصفیاء نے یہ دونوں اشعار حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ (مترجم)

حضرت عین القضاۃ ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ

ھمدان کے رہنے والے حضرت ابو الفضائل عبداللہ بن محمد المعروف عین القضاۃ ھمدانی کا تعلق وسط آذربائیجان سے تھا جو اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں تھے۔ آپ حضرت احمد غزالی کے مرید تھے اپنی تصنیفات میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ ہمارے شیخ نے فرمایا ''لا یعرف الحق الاّ بالحق'' یا میں نے شیخ سے پوچھا ما الدلیل علی اللہ اور شیخ نے فرمایا الدلیل ھو اللہ وہاں ''شیخ'' سے مراد حضرت احمد غزالی ہی ہیں۔

حضرت عین القضاۃ نے زبدۃ الحقائق میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جب علوم ظاہر میں گذار دیا اور بحث و تکرار و مطالعہ میں جو وقت لگایا اس سے ملول رہنے لگا تو حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کی کتابوں کی طرف مائل ہوا۔ چار سال تک ان کی کتابوں کو پڑھتا رہا اور یہ سمجھ لیا کہ مجھے میرا مطلوب مل گیا۔ اب مجھے مزید طلب کی ضرورت نہیں۔ یہ سوچ کر اور جو کچھ پایا ان پر اکتفا کر کے راہِ طلب سے نکلنے والا ہی تھا کہ اسی زمانہ میں سلطانِ طریقت احمد بن محمد غزالی طوسی ہمارے وطن ھمدان تشریف لائے۔ مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا موقع نصیب ہوا اور بیس ہی روز میں مجھ پر وہ باتیں کھل گئیں جو اب تک پوری عمر میں حاصل نہیں ہوئی تھیں۔ اب تو میرا یہ حال ہے کہ طلبِ فنا کے سوا میری کوئی مشغولیت نہیں۔ اگر نوح علیہ السلام کی عمر بھی مجھے دیدی جائے تو اس کی طلب میں سب فنا کر دوں اور یہی سمجھوں کہ ہائے مجھ سے کچھ نہ ہوا اور میں نے کچھ نہیں کیا۔

نفحات کے مؤلف کا کہنا ہے کہ عین القضاۃ ھمدانی اور احمد غزالی قدس اللہ سرھما کے درمیان مراسلات و مکاتبات کا ایک طویل سلسلہ رہا ہے۔ انہیں میں سے ایک رسالہ عینیہ بھی ہے جو شیخ احمد غزالی نے آپ کے نام لکھا ہے اور وہ فصاحت و بلاغت کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔

عین القضاۃ نے اپنے حالات میں شطحیات کو داخل کر لیا تھا جو بظاہر شرعی قوانین سے

مطابقت نہیں رکھتا تھا۔فقہاء کی ایک بڑی جماعت آپ کو بدعقیدہ کہنے لگی۔خود آپ بھی اپنے حال سے باخبر تھے۔بلکہ نور باطن سے اپنے انجام کو بھی معلوم کرلیا تھا۔اور لوگوں کو ساری بات بتا دی تھی۔یہ رباعی آپ ہی کی ہے:

مرگ وشہادت از خدا خواستہ ایم　　　　وانہم بسہ چیز کم بہا خواستہ ایم
گر دوست چناں کند کہ ما خواستہ ایم　　　　ما آتش ونفت و بوریا خواستہ ایم

صاحبِ حبیب السیر نے لکھا ہے کہ قوام الدین ابوالقاسم بن حسن جو"گزینی" میں سلطان سنجر کا وزیر تھا عراق میں محمود بن محمد بن ملکشاہ کے سامنے عالمِ وقت عین القضاۃ ھمدانی کی بدعقیدگی کی شکایت کی۔اس کا مقصد یہ تھا کہ جس مدرسہ میں عین القضاۃ پڑھاتے ہیں اسی مدرسہ کے دروازہ پر ان کی گردن اڑا دی جائے لیکن اسی گزینی اثنا میں اندر اس پر کسی کے قتل کا الزام عاید ہوا، چنانچہ قوام الدین معزول کر دیا گیا بلکہ طغرل بن محمد بن ملکشاہ کے حکم سے تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ قوام الدین ابوالقاسم بن حسن کو گزینی کے سابق وقدیم وزیر عزالدین سے دشمنی وعداوت تھی۔جب اس نے عزالدین کو معزول کر دیا اور خود گزینی میں وزیر ہو گیا تو اب وہ عین القضاۃ ھمدانی کا دشمن بن گیا۔اس لیے کہ عزالدین کو حضرت عین القضاۃ ھمدانی سے ارادت وعقیدت تھی۔لہٰذا اس نے اپنے زمانہ کے چند فقہا سے حضرت کے قتل پر نہ صرف فتویٰ لے لیا بلکہ تختۂ دار پر چڑھوا دیا اور آپ کے جسم مبارک کو جلانے کا حکم دے دیا۔اس طرح آپ نے اپنے بارے میں جو پیش گوئی کی تھی وہ سچ ثابت ہوگئی۔یہ واقعہ ۷ جمادی الآخر ۵۲۵ھ کو بدھ کے دن ہوا۔اسی کا نتیجہ تھا کہ ۵۲۷ھ میں طغرل سلجوقی کے حکم سے گزینی میں بہت سارے بزرگوں کا خون بہا اور اسی میں عزالدین وزیر بھی قتل کر دیئے گئے۔

آقائی جلال ھمائی غزالی نامہ میں سبکی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوالقاسم نے عین القضاۃ

کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا تھا پھر بغداد سے ھمدان بلوایا اور سولی پر چڑھا دیا۔

عین القضاۃ نے بغداد سے ہمدان کے دوستوں کے نام جو رسالہ (مکتوب) بھیجا تھا وہ ایسا تھا جس کے پڑھنے سے پتھر دل بھی پگھل جاتا۔ یہ شعر اسی مکتوب میں آیا ہے:

أسجنا و قيدا و اشتياقا و غربة　　　　ونأى حبيب انّ ذا العظيم

(جیل خانہ، قید و بند، شوق و اشتیاق، غریب الوطنی، اور فراق دوست بہت بڑی سزا نہیں ہے)

غزالی نامہ میں یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت عین القضاۃ، حضرت امام محمد غزالی کے طرفدار اور حضرت امام احمد غزالی کے مرید و تربیت یافتہ تھے، ابوالقاسم وزیر گزینی نے آپ کو ھمدان میں سولی پر اسی لیے چڑھا دیا کہ آپ حضرت غزالی کے پیرو تھے۔

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ لکھا ہے کہ ابوالقاسم نے گزینی میں آپ کو حضرت امام غزالی کے مسلک کا طرفدار ہونے کا بہانہ بنا کر بے قصور قتل کروا دیا اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں حضرت احمد غزالی کی پیروی خلافِ شریعت سمجھی جاتی تھی۔

صاحبِ طرائق الحقائق، تاریخ یافعی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ واقعہ ۵۲۵ھ میں ہوا ہے۔ یعنی اس سال ابوالمعالی عین القضاۃ عبداللہ بن محمد ھمدانی جو اپنے عہد کے فقیہ، علامہ اور ادیب تھے اور ان کے ساتھ ایک اور شخص کو جن کی دانشمندی و ذکاوت کی مثال دی جاتی تھی اس وجہ سے سولی پر چڑھا دیا گیا کہ ان کے اشارے اور ان کی رموز بھری باتیں لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔ اور لوگ ان کی باتوں کو کفر اور بے دینی سمجھتے تھے۔ تختۂ دار پر چڑھانے کی یہی وجہ ہوئی۔

حضرت عین القضاۃ نے اپنی کتاب تمہیدات کی تمہید نہم کے آخر میں ایک واقعہ کو نقل کرتے ہوئے اپنی تکفیر کی طرف اشارہ کر دیا ہے جو انہیں اتفاقاً سماع کی ایک محفل میں الہامی طور پر محسوس ہوا تھا اور وہ اس امر کی طرف رمز و اشارہ تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ کامل الدولہ نے میرے بارے میں پیشین گوئی کر دی ہے کہ حضرت عین القضاۃ خدائی کا دعویٰ کریں گے اور لوگ میرے

قتل پر فتویٰ دے دیں گے۔لہٰذا اے دوست! اگر تم سے بھی میرے قتل پر فتویٰ مانگا جائے تو فتویٰ دے دینا۔ میں سب کو یہ وصیت کردیتا ہوں کہ فتویٰ میں یہ آیت لکھنا: وَلِلّٰهِ الاَسۡمَآءُ الحُسۡنیٰ فَادۡعُوۡهُ بِهَا ص وَذَرُوا الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِی اَسۡمَآئِهٖ ط (اور اللہ ہی کے لیے ہیں نام اچھے اچھے، سو پکارو اسے انہیں ناموں سے اور چھوڑ دو انہیں جو کجروی کرتے ہیں اس کے ناموں میں) میں نے خود حالتِ سماع میں اس قتل کی دعا کی ہے۔ اب دیکھیے کب وہ وقت آتا ہے۔ ابھی تک تو آیا نہیں وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیۡزٍ (اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں)۔

یہ مختصر حالات حضرت احمد غزالی طوسی کے ہیں جنھوں نے یہ مکتوب لکھا ہے اور مختصر تذکرہ حضرت عین القضاۃ همدانی کا ہے جن کے نام یہ مکتوب ہے۔

پیرومرید کے درمیان جو یہ مراسلہ ہے اس کا نہ کوئی عنوان ہے اور نہ کسی علمی رسالہ سے لیا گیا ہے اور نہ کاتب مکتوب ہی نے اس کا کوئی نام رکھا ہے۔ چوں کہ اس کے مکتوب الیہ حضرت عین القضاۃ همدانی ہیں اسی مناسبت سے بعض لوگوں نے اس کا نام رسالہ ''عینیه'' رکھ دیا ہے۔

بہر حال یہ ایک خصوصی مکتوب ہے لیکن کسی کتاب سے کم نہیں۔ اس کے نسخے بہت کم ملتے ہیں، اور جو ہیں بھی وہ غلطیوں سے خالی نہیں۔

جناب آقائ تقوی نے اس کی صحت پر بہت محنت کی اور کوشش بلیغ کرکے درحقیقت اس کو زندہ کردیا ہے۔ ہاں! کئی جگہ ابہام واجمال باقی رہ گئے ہیں۔

امید ہے کہ یہ رسالہ طباعت کے بعد جب دانشمندوں کے ہاتھ میں جائے گا تو لوگ صحیح نسخے کو سامنے لانے کی کوشش وطلب میں لگ جائیں گے اور مکمل تصحیح کا انتظام ہوجائے گا۔

آنکس کہ ز شہر آشنائی است
داند کہ متاعِ ما کجائی است

(جو شہر سے آشنا ہے وہی جانتا ہے کہ ہماری پونجی کہاں کہاں ہے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فرزند اعز عین القضاۃ!

سلام اللہ تعالیٰ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا [1] [بیشک یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف (وصل ولقا کے لیے) راستہ بنا لے] اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا [2] [اور جو شخص آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے پوری کوشش کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن بھی ہو چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش وکاوش لائق قبول ہوگی] یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى [3] [جس نے میرے ذکر اور میری یاد سے روگردانی کی اس کی زندگی نہایت مکدر اور تنگ کردی جائے گی، اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا بنا کر لائیں گے۔]

یعنی اس آخری آیت میں وعید اور دھمکی ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے ذکرِ خدا سے اعراض وانحراف کیا ہے (اب تم ہی فیصلہ کرو کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو مذکور (خدا) سے منہ پھیر لیتا ہے۔

یا سَیِّدَ الکبَراءِ قولاً مطلقاً   شهدت بذلک اَلسُن الحُسَّادِ

(اے بڑے بڑے لوگوں کے سردار! مناسب اور اچھی بات کیجئے کیوں کہ حاسدوں کی زبانیں اس بات کی گواہ ہیں کہ اچھائی بھی حاسدوں کی حسد کے گمان کا ذریعہ ہوتی ہے)

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس علم (معرفت وحقیقت) سے آشنا فرمائے جو آپ کے لائق اور مناسب ہے اور اس سے کسب فیض کی توفیق عنایت کرے آپ پر اپنے اوامر شریعت کے راز ہائے پنہاں کو آشکارا فرمائے، شریعت کے نواہی سے گریز و پرہیز کرنے میں آپ کی بھرپور مدد ونصرت فرمائے، اپنے خاص فضل وکرم سے آپ کی گذر و بسر کا انتظام و انصرام کرے، امتحان، آزمائش، مصیبت اور پریشانی کے پُرفتن حالات سے آپ کو محفوظ رکھے، خواہشِ نفس اور ہوا و ہوس سے نجات دے رحمتِ ایزدی آپ کے قلب اور آپ کے پیکر کی طرف مکمل اور اکمل طریقہ پر متوجہ رہے آپ کو سلامتی کے ساتھ پوری دنیا میں مشہور ومعروف فرمائے۔ عزت وتکریم کے اختصاص سے مالا مال فرمائے، آپ کی حفاظت ورہنمائی کا وہ بذاتِ خود ذمہ دار اور کفیل ہوجائے، اور وہ کسی حال میں بھی آپ کی حفاظت ونگہبانی اور آپ کی طرف اپنی رحمت وعنایت سے دستبردار نہ ہو۔ بے شک وہی ذات سب سے بڑا محافظ اور مددگار ہے اور اس کو اس بات پر پوری قدرت وطاقت حاصل ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے اعراض اور منہ پھیرنے کی علامت یقیناً یہی ہے کہ بندہ لاطائل اور لایعنی چیزوں میں مشغول ہوجائے، چنانچہ ہر وہ شخص جس کی عمر کی ایک گھڑی بھی اللہ تعالیٰ کے مقصد تخلیق کے علاوہ میں صرف واستعمال ہوتی ہوتو وہ شخص اس لائق ہے کہ اس کی امیدیں، آرزوئیں اور حسرتیں دراز اور لمبی ہوں اور مزید یہ کہ اسے طویل افسوس ہو۔ اور جس شخص کی عمر اس حال میں چالیس سال سے زیادہ ہوگئی ہو کہ اس کے شر اور برائی پر اس کے خیر اور اچھائی کا تسلط نہیں ہوا تو اس کو جہنم کی تیاری کرلینی چاہیے اور جس شخص کی عمر اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کردی ہو تو (اس کی کیا بات کی جائے) وہ عمر طبعی کی آخری حد میں پہنچ چکا ہے۔

چوں کہ آپ جو منتخبِ روزگار ہیں اللہ تعالیٰ طاعت وفرماں برداری کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائے، آپ کا سینہ تائید ربانی کے لیے کشادہ ہے، آپ پند ونصیحت سننے والے، ہمت عالیہ کی کشش کو دل سے قبول کرنے والے، اور جان سے اخذ کرنے والے ہیں اور یہ جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے: ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۝[۴] اسی لیے یہ راز کی باتیں آپ پر منکشف کی جارہی ہیں اور اس راز نامہ کے اسرار آپ پر کھولے جا رہے ہیں۔

سنئے! حق بولنے والوں کا لقمۂ سخن ہوا پرستوں کے حلق میں کڑوا معلوم ہوتا ہے، جن کاموں سے منع کیا جاتا ہے وہ ان کی طبیعت کو محبوب ہوتا ہے، جن باتوں سے روکا جاتا ہے انہیں باتوں کی طرف حرص کا غلبہ ہوتا ہے اور جو چیزیں مکروہ ہیں وہی ان کو پسند آتی ہیں اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَو منع الناس عن فت البعرَۃ لفتُوھا اگر لوگوں کو اونٹ کی مینگنی توڑنے سے منع کیا جاتا تو لوگ اسے بھی ضرور توڑتے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی فرمایا ہے: مَا نھِینا الاوفیه شیٌ ہم لوگوں کے لیے جو چیز بھی ممنوع ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت اور راز ہے۔

حق بولنے والوں کی محبت ایسی کلی ہے جو ہر درخت پر نہیں کھلتی اور ایسا نور ہے جو نفحاتِ قِدم پر اعتراض اور روک لگانے والوں کے چراغ داں میں روشن نہیں ہوتا ؎

ھر دلشدۂ شعر دل آویز نگوید ھر گمشدۂ راہ خرابات نپوید

(ہر افسردہ دل ایسا شعر نہیں کہہ سکتا جو دلچسپ ہو اور ہر بھٹکا ہوا مسافر میخانہ نہیں پہنچ سکتا)

نصیحت کا معاملہ یہ ہے کہ اس سے سوئے ہوئے دلوں کو جگایا جا سکتا ہے لیکن مردہ دلوں کو کسی طرح کا فائدہ نہیں پہنچایا جا سکتا۔ اور یہ قول مشہور ہے کہ اِنَّ قَولَ الْحقِ لَمْ یترک لی صِدِیقاً بیشک حق بات بولنے کی وجہ سے میرا کوئی دوست نہیں رہا اور یہ بھی ہے کہ اخوک مَن حذرک مِنَ الذنوب تمہارا بھائی تو وہ ہے جو تمہیں گناہوں سے ڈراتا اور بچاتا رہے۔

عمر کے جیسی مردانگی چاہیے جو دن میں سنتے اول من یسلم علیه الرب پہلا شخص

وہ ہے جسے رب کائنات سلام کرتا ہے اور رات میں حضرت حذیفہ کے گھر جاتے اور دریافت کرتے هل ذكرني رسول الله مع المنافقين کیا میرا بھی تذکرہ اللہ کے رسول نے منافقین کے ساتھ کیا ہے؟ اور پھر دن میں حضرت کعب احبار سے کہتے خوفني من النار يا امام المسلمين اے مسلمانوں کے امام! آپ مجھے جہنم کی آگ سے ڈرائیں ؎

گہ در بر تو بپاد شاہی مانم گہ بردر تو بداد خواہی مانم

(کبھی میں آپ کے سامنے بادشاہ بن کر رہتا ہوں اور کبھی آپ کے آستانہ پر داد خواہی کے لیے حاضر ہو جاتا ہوں)

خوف ایمان کا حصار ہے اور امید مرید کی سواری۔ وَلَا خَيرَ فِيمَن إِذَا زُجِرَ لَمْ يَنْزَجِرْ (اس آدمی کی ذات میں کوئی بھلائی نہیں جسے کسی بات سے روکا گیا اور وہ نہ رکے)

لَقَد صِرتَ مَقنَاطِيسَنَا فَقُلُوبنَا لِجَذبِكَ اَيَّاهَا اِلَيكَ تَسِيرُ

(اے محبوب! آپ کی ذات ہمارے لیے مقناطیس ہے چنانچہ آپ کی محبت کی کشش نے ہمارے دل کو ایسا فریفتہ کرلیا ہے کہ آپ کے بغیر اسے چین نہیں۔)

بے شک روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں مگر وہ سونا چاندی کے نہیں۔ بلکہ وہ انسانی قلوب ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔ خاص کر وہ دل جو نرم، صاف، شفاف اور مضبوط ہیں۔ اوران کے دل کی مضبوطی وصلابت دین کے معاملہ میں ہے اور ان کے دل کی صفائی یقین کے معاملہ میں ہے اور ان کے دل کی ترقی مسلمانوں کی خاطر ہے۔

اے عزیز الوجود! آپ کو معلوم ہو کہ دل کی تختی سے اغیار کے نقش کو مٹا دینا یہی ارادت کی پہلی منزل ہے۔ ساری عوام اس فکر میں ہے کہ ایک کو دو کر دیا جائے اور خواص اس فکر میں ہیں کہ ہزار کو ایک ثابت کر دیں۔ وَمَنْ تَشَعبَت بِهِ الهموم لم يبال الله بأى وادٍ اهلكهٗ (جس نے بہ تکلف غموں کو ظاہر کیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں ہے کہ وہ کسی وادی میں اس کو ہلاک کر دے۔) آخر کس اعتماد پر یہ غرور ہے۔ عَسیٰ اَن يكونَ قد اقترب

أجلهم فبأی حدیث بعدهٗ یؤمنون [5] (شاید کہ ان کی موت کا وقت قریب آچکا ہے، تو اس قرآن کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے) ہوسکتا ہے کہ اچانک کسی وقت موت آجائے اور سارے کام ادھورے اور غیر مکمل رہ جائیں تو اس وقت کوئی عذر کام نہ آئے گا۔

یا راقدالليل مسروراً بأوّله ان الحوادث قديطرقن أسحاراً

(اے رات کو سونے والے اور اول شب سے لطف اندوز ہو کر خوش ہونے والے تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بے شک حوادث و آلام کبھی کبھی صبح میں دروازے پر دستک دیتے ہیں۔)

لا یغرنک عشاء ساکن قد یواتی بالمنیات السحر

(کہیں تمہیں پُرسکون رات دھوکہ میں نہ ڈال رکھے۔ کبھی کبھی آخر شب پیام موت لے کر آتی ہے)

اذا وقعت الواقعة [6] (جب قیامت ہو پڑے گی) یقین ہے اور اِنَّ بطش ربک لشدید [7] بے شک تیرے رب کی پکڑ نہایت سخت ہے) دین ہے۔ کسی چیز کے لیے تمام چیزوں سے پیچھے رہنا تاوان ہے اور باقی پر فانی کو اختیار کرنا ثمرۂ ندامت ہے۔

گر عشق حق خویش طلب خواهد کرد بس مدعیاں را کہ ادب خواهد کرد

(اگر عشق اپنا حق مانگنے لگے تو پھر دعویداروں کو ادب کون سکھائے گا۔)

زبان صدق کی گذرگاہ ہے اور دل عشق کی قرارگاہ۔ اغلق علی نفسک باب الحجة وافتح علی قلبک باب الحاجة (اپنے نفس پر حجت کے دروازے بند کرلو اور اپنے قلب پر حاجت کے دروازے کھول دو۔ کوئی حیلہ بہانہ نہ کرو، کسی طرح کا رخنہ نہ ڈالو، اس لیے کہ اگر مقبول بارگاہ کے لیے لهم البشری [8] ہے تو مردود بارگاہ کے لیے لا بشری یومئذٍ للمجرمین [9] بھی موجود ہے، اگر اُن کا بیان سیماهم فی وجوههم من أثر السجود [10] کے ساتھ کیا گیا ہے تو اِن کی نشانی یعرفون المجرمون بسیماهم [11] بتائی گئی ہے۔ یعنی (مومنوں کے چہرے میں سجدے کے نشانات کی علامت ہوگی اور گنہگاروں کو ان کے چہرہ سے پہچان لیا

جائے گا۔ ایسی صورت میں فَلا تزکُوا اَنفُسَکُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقیٰ[۱۲] (تم اپنی خوبیوں کو مت بتاؤ، وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے) خود پسند نہیں ہونا چاہیے بلکہ خدا پسند ہونا چاہیے، اگر تم اپنے آپ کو چھپالو گے لیکن اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتے۔ لَا تتبهـر جوا فَاِنَّ النَّاقِدَ بَصِیر یعنی تکبر مت کرو اس لیے کہ پرکھنے والی ذات خوب کڑی نظر رکھے ہوئے ہے۔

یارم نکند غلط شماری کہ کند　　　جوری نکند در اختیاری کہ کند

(میرا محبوب وہ نہیں ہے جو کسی بات کا غلط اندازہ لگالے وہ تو اختیار رہتے ہوئے بھی ظلم نہیں کرتا)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ایک روز نماز شروع ہونے کے وقت میں نے لوگوں سے کہا اِستَوُوا رَحِمَکُم اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر رحم فرمائے تم لوگ صفیں سیدھی کرلو) تو ندا آئی هَل استویتَ أنت حتی تامرُ النَّاسَ بِالاِسْتِوَاءِ ان لَّم یعرفک هؤلاءِ فأنا لأعرفک (کیا تو بالکل سیدھا ہو گیا ہے جو تو لوگوں کو سیدھا ہونے کا حکم صادر کر رہا ہے اگر تمہارے یہ مقتدی لوگ تمہیں نہیں جانتے ہیں بہر حال میں تو تمہیں خوب جانتا ہوں۔) اور یہ کہا بھی جاتا ہے کہ لَا تغتر بثناء الناس فان العاقبة مبهمة (لوگوں کی تعریف سے دھوکہ میں مت آنا کیوں کہ انجام واضح نہیں ہے۔

مسکین دل من گرچہ فراواں داند

در دانشِ عاقبت فرو می ماند

(میرا مسکین دل اگرچہ علم کا بحر بیکراں ہے لیکن عاقبت کیسی ہوگی اس کی جانکاری اس بیچارے کو نہیں ہے) بہت سارے آشنا ایسے ہیں جو کل قیامت کے دن بیگانہ بنا کر سامنے لائے جائیں گے۔ ما اَغفلَ الخَلقَ عَنِ اللّٰهِ وَمَا اَجلیٰ الطَّرِیق اِلَی اللّٰه (جس نے مخلوق کو اللہ سے غافل کرنے کا کام انجام دیا اور جس نے اللہ کی صحیح راہ نہ پائی) اس بات میں لگے رہے کہ

روانی آگے بڑھتی جائے اور پونجی و سرمایہ کے خریدار میں اضافہ ہوتا جائے۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا[13] (جس نے دیکھا تو اپنے لیے اور جو اندھا رہا تو وہ بھی اپنے لیے) جانتے ہیں حسرت وندامت کا دن کون سا ہے؟ اِنْ قُضِیَ الاَمْرُ وَهُمْ فِیْ غَفْلَة وهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ[14] (اس وقت کو یاد کرو جب قیامت کے دن معاملہ کا فیصلہ ہوگا۔ ابھی وہ بھول میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں) اس دن اگر رد کر دیئے گئے تو پھر کوئی عبادت اس وقت کام نہ آئے گی۔

من لم یکن للوصال اھلاً فکل احسانه ذنوب

(جو عاشق محبوب سے وصل اور تعلق کے قابل نہیں اس کی ساری محنتیں اور احسانات گناہ ہی گناہ ہیں)

ہاں! یحبھم و یحبونه[15] (اللہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اللہ کو چاہتے ہیں) کی قبولیت کا شرف اگر حاصل ہو جائے تو اس وقت کسی معصیت کا خوف نہیں ہوگا۔

فی وجھه شافع یمحو أسائته عن القلوب ویأتی بالمعاذیر

(اس کی معذرت خواہی، دادرسی اور فریادرسی والا چہرہ لوگوں کے دلوں سے اس کی برائیوں اور خرابیوں کو مٹا دیتا ہے) ضروری جرم کو حلم و بردباری کے پردہ میں چھپا لیتے ہیں ذکروا اللہ فاستغفِرُوا لِذُنُو بِهِمْ[16] (اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں۔) اور غیر ضروری جرم کرنے والا اپنے ہی معاملات میں سرگرداں رہتا ہے نَسُوا اللّٰه فَاَنسٰهُم اَنْفُسَهُمْ[17] (جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا اللہ نے ان کو بالکل بھلا دیا۔)

ان ابرم المولیٰ بخدمة عبده تجنّیٰ له ذنباً ولیس له ذنب

(جب اپنے غلام کی خدمت سے آقا تنگ دل ہو جاتا ہے تو بے قصوری کے باوجود اس کے قصور اور گناہ کی تلاش میں رہتا ہے۔)

صانع کی بارگاہ سے علت اور غرض بہت دور ہے اس کے دربار میں عنایت، عمل کے

عوض فروخت نہیں ہوتی۔ رضی المتجنی غایة لا تدرک (بہ تکلف گنہگار کے معاف کرنے اور اس سے راضی ہونے کی بھی ایک آخری انتہا ہے جس کی حد تک پہنچنا آسان نہیں) غیر ضروری درد کا کوئی علاج نہیں۔ اور مردود بارگاہ کی حسرت کی کوئی حد نہیں۔

یاری دارم کہ سرفرازی دارد بر دوش ردائے بے نیازی دارد

(میرا محبوب جو صاحبِ عز و وقار ہے اپنے کاندھے پر بے نیازی کی چادر رکھتا ہے)

اَفَمَن شَرَحَ اللّٰہُ صَدرَہٗ لِلاِسلَامِ [18] (کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے) کو سمجھے، فَوَیلٌ لِلقَاسِیَةِ قُلُوبُھُم [19] (چنانچہ جن کے دل سخت ہیں ان کے لیے خرابی ہے) کو پڑھے کل مَن عَلیھا فانٍ [20] (جو کوئی اس سرزمین میں ہے وہ فنا ہونے والا ہے) کو دیکھے کم اَھلکنا قَبلَھم مِن القَرونِ [21] (ان سے قبل والی صدیوں میں بہت سے لوگوں کو میں نے غارت کر کے رکھ دیا ہے) کو شمار کیجئے۔ رات کی موت سے ڈرنا شرط ہے اور قبر کی تنہائی کو یاد کرنا قانونِ شریعت ہے یہ سب اُس دن سے پہلے ہو جائے جب یہ کہے گا یا لیتنا أطعنا اللّٰہ وأطعنا الرسولا [22] (اے کاش کہ ہم لوگوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی ہوتی) ملک الموت کے آنے سے پہلے اور اس دن سے پہلے جب یہ کہنا کوئی فائدہ نہیں دے گا کہ کاش میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی بجا آوری کرتا۔ جب یہ درخواست ہوگی کہ لولا أخرتنی اِلیٰ أجلٍ قرِیبٍ [23] (کیوں نہیں تھوڑی مدت تک مجھے ڈھیل دی) تو اس وقت جواب ملے گا الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین [24] (اب یہ بات کہتے ہو! اس سے پہلے تم نافرمانی پر آمادہ رہے اور شر و فساد مچاتے رہے) یوں ڈانٹ پڑے گی أولم تکونوا أقسمتم من قبل مالکم من زوالٍ [25] (کیا تم پہلے قسم نہ کھاتے تھے کہ تم دنیا سے نہیں ٹلو گے) اور یوں ندا ہوگی وحیل بینھم وبین مایشتھون [26] (ان میں اور ان کی آرزوؤں وتمناؤں میں رکاوٹ پڑ گئی)۔

کم من جبالٍ قد علا شرفاتها   وعال فزا لوا والجبال جبال

(بہت سے پہاڑ ہیں جن کی چوٹیاں بلند ہیں مگر چوٹیاں تو کھسکتی رہتی ہیں اور پہاڑ اپنی جگہ پر اٹل رہتے ہیں) ملک الموت کو کثرت سے یاد کرو یہی حکم ہے اور موت ہی نصیحت کے لیے کافی ہے۔ آج تو ہم لوگ گھروں میں ہیں مگر کل قبروں میں ہوں گے۔

مَا ذَا تقُول اِذَا دُعِیتَ فلَم تجب   واذا سئلت وانت فی الغمرات

(تمہارا کیا خیال ہے کہ جب تمہیں آواز دی جائے گی تو تم جواب سے قاصر رہو گے اور جب تم سے پوچھا جائے گا تو تم موت وحیات کی کشمکش میں ہو گے)

مَا ذَا تقُولُ وَلَیسَ عِندکَ حُجَّة   اذ لوا تاک مُنغِصُ اللذات

(تمہاری کیا رائے ہے اس پر آشوب اور پُرفتن وقت کے بارے میں جب تمہارے پاس موت کا فرشتہ آجائے گا اور اس سے بچنے کے لیے تمہارے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہو گی۔)

ألا اِلیٰ اللّٰہِ تصیر الاُمُورُ[1] (سن لو! سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے)

تا رہبر تو نفس بد آموز بود   کارِ تو پندار کہ فیروز بود

در ظلمتِ غفلتی و در خوابِ غرور   ترسم کو چو بیدار شوی روز بود

(۱) جب تک برائی کا سبق دینے والا نفس تمہاری رہنمائی کرتا رہے گا سمجھ لو کہ تمہارے معاملات کامرانی و کامیابی سے بہت دور ہیں۔ (۲) تم غفلت کی تاریکی اور غرور کی نیند میں پڑے ہو اور مجھے اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ جب تم بیدار ہو گے تو اس وقت تک دن اٹھ چکا ہو گا۔)

حکایت

حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی صاحبزادی نے اپنے والد بزرگوار کو جب روتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا اے ابا جان! آپ پر کیا افتاد آئی اور آپ کو کیا پریشانی لاحق ہوئی جو رو رہے ہیں؟ جناب عمر نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے (غضب رسیدہ) قوم کی واپسی کی یاد مجھے اس آیت فَرِیقٌ فِی الجنَّة وَفَرِیقٌ فِی السَّعِیرِ[۲۸] (ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں ہوگی) کے پس منظر میں آنے لگی۔ کتنا بھلا ہوگا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے نزدیک اور ہمارے گردوپیش والے اللہ سے دور و مہجور ہوں گے۔

اپنا محاسبہ کرتے رہیے اور کامیابی کے ساتھ آجایئے۔ خلوت میں تمام مقامات روحانیہ کا طئے کرنا آسان ہے۔ لگے رہیے، یہاں تک کہ عدل و انصاف کی کسوٹی سامنے آجائے۔ سارے لوگ رات کی نیند میں ہیں۔ ان کی صبح موت ہے، ان کا سویرا قیامت ہوگا اور اشراق بہشت میں۔ لَو کشِفَ الغطاء ماازددت یقینا (پردۂ راز کو اگر کھول دیا جائے تو میرے یقین کی کیفیت میں اضافہ ہی ہوگا۔) ساکنانِ روز کا یہ دعوٰی ہے۔ وَاللیل اِذَا عَسعَسَ[۲۹] (قسم ہے رات کی جب جانے لگے) کو لَا میں دیکھنا ہے اور وَالصبح اذاتنفسَ[۳۰] (اور قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے) کو اِلَّا میں دیکھنا ہے۔ ہمارے ساتھ بیگانگی اور خواہشات کے ساتھ آشنائی یہ صاحبِ بصیرت کا کام نہیں۔

کاری بمراد خواہی و دین درست

این هر دو نباشد نہ فلک بندۂ تست

(چاہتے ہو کہ تمہارا کام تمہاری مراد کے مطابق ہو اور دین بھی سلامت رہے

یہ دونوں کام ایک ساتھ نہیں ہوسکتے اور نہ آسمان تمہارا بندہ ہوسکتا ہے)

جو عقل سے خالی ہے وہی شراب کا عادی ہے۔ بہت سے فقہ کے واقف کارفقیہ نہیں ہوتے، یا تو

دینی واعظ چاہیے یا پھر عقلی ڈانٹ و پھٹکار کرنے والا۔ غفلت کا جو معاملہ دلوں کے ساتھ ہوتا ہے ویسا معاملہ دوزخ بھی بیگانوں کے ساتھ نہیں کرتا ہے

سوف تری اذا انجلی الغبار　　　أفرس تحتک أم حمار

(عنقریب جب گرد وغبار چھٹیں گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ جس سواری پر تم سوار ہو وہ گدھا ہے یا گھوڑا)

حاصل کن ازیں جہان فانی ہنری　　　غافل منشیں زخویش چوں بیخبری

چوں بنشیند غبارِ شک برخیزد　　　کاسپست بزیر رانت یالاشہ خری

(۱) اس عالمِ فانی میں رہ کر ہنر سیکھ لیجیے، بیخبر لوگوں کی طرح غفلت میں پڑے نہ رہیے۔

(۲) جب گرد وغبار بیٹھ جائے گا تو اس وقت اس بات کا شک زائل ہو جائے گا کہ تمہاری ران کے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا۔

اسی طرح ملکی کام کو چلانا ہے اور جو ابتدا ہی میں اپنے کاموں پر غرور کرنے لگا اس کا ملک ہلاک ہو گیا۔

جہاں خوش است ولیکن زوال مالک اوست　　　بقا خوش است ولیکن زوال مالک اوست

(یہ دنیا اچھی جگہ ہے اور یہاں کی بقا بھی اچھی ہے لیکن جو بھی اس کا مالک بنتا ہے اس کے لیے زوال ہی زوال ہے)

حکایت

ایک عالم دین کسی بادشاہ کے بیٹے کے انتقال پر بادشاہ کے پاس تعزیت کے لیے گئے اور کہا مات ابنُکَ وھو فرعک و مات ابوک وھو أصلک ومات أخوک وھو منک فما تنظر بعد فناء الأصل والفرع والمثل (تیرا بیٹا مر گیا جب کہ وہ تیری شاخ ہے، تیرا باپ بھی انتقال کر گیا جب کہ وہ تیری اصل جڑ تھا، تیرا بھائی بھی رخصت ہو گیا۔

جب کہ وہ تیری طرح تھا چنانچہ تم ہی بتاؤ کہ اپنی اصل، فرع اور مثل کے خاتمہ کے بعد اب کس کا انتظار کر رہے ہو؟ دیکھو! اگر یہی حال رہا تو اس جسارت کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

روزی کہ صفِ سپہ بروں خواھد شد   بس چشم کہ آن چشمۂ خوں خواھد شد

(جس دن سپاہیوں کی جماعت باہر آئے گی اس دن بہت ساری آنکھیں خون کا جھرنا بن جائیں گی)

تم لوگوں کو زاد راہ لینے کا حکم دے دیا گیا ہے اور تم سب کے درمیان کوچ کرنے کی منادی کرادی گئی ہے تم سے پہلے کے لوگ تمہارے آئندہ لوگوں کی خاطر موت کے جیل خانہ میں ڈال دیئے گئے ہیں اور تم لوگ ابھی تک لہو ولعب میں زندگی گذار رہے ہو۔ حضرات اربابِ صدق اپنے بارے میں اُس وعید لیسئل الصادقین عن صدقھم[۳۱] (تا کہ ان کے سچ کے بارے میں اللہ سچوں سے دریافت کرے) کی پکڑ سے ڈر رہے ہیں اور حضرات اصحابِ طاعت اپنے متعلق اس مقولہ والمخلصون علیٰ خطر عظیم (مخلص لوگ ایک عظیم خطرہ میں مبتلا ہوں گے) کے ڈر سے خوفزدہ ہیں۔ سارے موجودات قیامت کی دہشت سے خوفزدہ ہو کر اس تمنا میں ہیں کہ کاش وہ عالمِ وجود میں نہ آتے بلکہ عدم ہی میں رہتے۔ خجالت ومستی کی گوشمالی سے پائمال ہیں، اپنی جہالت کے جنگل میں گر پڑ رہے ہیں، اوران کی غفلت کا غول فرسودگی کے صحرا میں بیہوش پڑا ہے۔ حیران و پریشانی اور نشہ ومستی نہ مسلمانی نہ نصرانی، اعمال سے مفلس، احوال سے فارغ، معانی سے خالی اور ہواوہوس کے تابع ہوتے ہیں، زبان سے مسلم ہیں اور دل سے مشرک وَمَن كَانَ فِي هٰذِهِ اَعمىٰ فَهُوَ فِي الآخِرَةِ اَعمىٰ وَضل سَبِيلاً[۳۲] (جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور بہت بڑا گمراہ ہوگا) جب تک لمن الملک[۳۳] کی ندا ان کے کانوں میں نہیں پہنچے گی بیدار نہیں ہوں گے۔ جب گھر کے گھر سارے تباہ وبرباد ہوگئے، دس ماہ کی حاملہ اونٹنیوں نے بچے جن دیئے شراب کی لذت، خمار اور مستی بھی جاتی رہی۔

دردا و دریغا کہ ازیں خاست ونشست   خاکیست مرا برسر وبادیست بدست

(ہائے افسوس! اس اٹھا بیٹھی سے میرے سر پر خاک کے سوا اور کچھ مجھے حاصل نہ ہوا۔)

حکایت

حجاج بن یوسف ایک روز منبر سے تقریر میں کہہ رہے تھے اِنَّ شَمسَکُم هٰذِه شَمس فِرعَونَ وَهَامَان طَلَعَت عَلیٰ قُصُورِهِم ثُم طَلَعتَ عَلی قُبورِهِم (تم لوگوں کا سورج وہی سورج ہے جو فرعون وھامان کے محلات پر طلوع ہوا پھر ان لوگوں کی قبروں پر بھی طلوع ہوا)

رَاَیتُ الدهر مُختلِفاً یَدُورُ　　　فَلا حُزنٌ یَدُومُ وَلَا سُرورُ

وَشَدَّتِ الملوکُ بِها قصورا　　　فَمَا بَقِیَ الملوکُ وَلَا القُصُوُر

(۱) زمانہ کو میں نے مختلف انداز سے گردش کرتے ہوئے دیکھا ہے، چنانچہ نہ کوئی غم ہمیشہ رہتا ہے اور نہ کوئی خوشی۔

(۲) بادشاہوں نے اس دنیا میں بہت سارے محلات بنائے لیکن نہ بادشاہ ہی رہے اور نہ محلات ہی رہے۔

شرمندگی ظالم کو ہوتی ہے، مظلوم محفوظ رہتا ہے، اگرچہ ایک دانہ غنی کے پاس نہیں ہوتا مگر وہ قناعت پسند ہوتا ہے۔ اور لالچی اگر پوری دنیا کا مالک بن جائے پھر بھی وہ فقیر ہی رہتا ہے۔

حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ فرماتے ہیں لوگ دنیا کی رسوائی کے خوف سے آخرت کی رسوائی کے شکار ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بطور وصیت کہا یقیناً حق بات گراں اور سخت ہونے کے ساتھ ساتھ کڑوی بھی ہوتی ہے اور غلط بات معمولی و ہلکی ہونے کے ساتھ ساتھ خرابیوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ رات میں اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے جسے وہ دن میں قبول نہیں کرتا۔ اور دن میں اسکا بندوں پر حق ہے جسے رات میں قبول نہیں کرتا۔ اگر تم سب کے ساتھ انصاف کرو گے تو کسی ایک پر تم سے ظلم بھی ہوگا۔ تمہارا یہ ظلم عدل و

انصاف کے قائم کرنے کے لیے ہوگا ۔

ستم نامہٗ عزل شاھاں بود

چو درد دل بیگناھان بود

(جب بے گناہوں کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے تو اس وقت بادشاہوں کا ستم نامہ جاری ہوتا ہے)

مرد کو چاہئے کہ وہ عشق کے دریا میں غوطے لگائے اگر محبت وشفقت کی لہریں لطف و کرم کے ساحل پر پہنچا دیں تو فقد فاز فوزاً عظیماً[34] (یقیناً اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی۔) اور اگر اس کے دریائے قہر کا گھڑیال گہرائی میں لے کر چلا جائے فَقَد وَقَعَ اَجرہٗ عَلَی اللّٰہ[35] (چنانچہ اس کا اجر اللہ کے نزدیک مقرر اور طئے ہو چکا ہے) جب تمہارے معاملات پر کوئی اپنی زبان نہیں کھول سکا تو میں بولنے والا کون ہوں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھے جو برسہابرس سے عبادت میں لگے رہتے اوراس ربِ لم یزل ولا یزال کا جلوہ خلوت میں دیکھنے کی تمنا کرتے ، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو یہ پیغام لے کران کے پاس بھیجا کہ وہ بے فائدہ محنت کر رہا ہے وہ ہمارے لائق تو ہے نہیں اس کی جگہ تو جہنم ہے۔ انہوں نے یہ پیغام سن کر کہا میرا کام بندگی ہے خداوندی میرا کام نہیں یہ سب وہ جانے۔ فرشتہ نے واپس جا کر یہ جواب بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔ جلالِ احدیت سے جواب ملا جب وہ بندہ اس لئیمی کے باوجود اپنے حال پر قایم ہے تو پھر میں اپنی کریمی کی صفت کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔

اِذَا نـحـنُ اَدلَـجـنـا اَنْتَ اَما مَنا   کفی لِمَطَایا نا بِذکرک حَادِیا

(جب راتوں میں ہم لوگ سفر کر رہے تھے تو اس حال میں آپ کی یاد ہمارے ساتھ تھی اور ہماری سواریوں کو زور سے گا کر ہنکانے کے لیے آپ کا ذکر ہی کافی تھا)

روزی کہ زوصلِ تو خبر تازہ شود

جانم بامید تو بدروازہ شود

(جس دن سے آپ کی ملاقات کی فرحت بخش خبر ملی ہے اس دن سے میری جان امید کے ساتھ دروازہ پر لگی ہے)

امام جعفر صادقؒ بیمار تھے حالتِ بیماری میں دعا کرتے اَللّٰھُمَّ اجعَلهُ اَدَباً وَلَا تَجعَلهُ غَضَباً (اے اللہ! میری اس بیماری کوادب کا ذریعہ بنا غضب کا ذریعہ نہ بنا) لوگوں نے عرض کیا آپ شفا کی دعا نہیں کر رہے ہیں؟ فرمایا اَلمَوتُ لِمَنْ يُرجىٰ خَيرُهُ أَوْلىٰ مِنَ البَقَاءِ فِيمَن لَا يُؤمَنُ شَرُّهُ (جس شخص کو خیر کی امید ہے اِس کے لیے موت اس زندگی سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو زندگی شر سے مامون نہیں ہے) آخر تو آسمان سے گذرنا ہی ہے سب کو

اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ حَاسِبُوا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا وَزِنُوا قَبْلَ اَنْ تُوزَنُوا (دیکھوتم حساب لیے جانے سے پہلے اپنے آپ کا محاسبہ کرلواوروزن کیے جانے سے پہلے اپنے اعمال کا موازنہ کرلو) جب تک خلوت کی دولت حاصل نہیں ہوگی سینۂ ناشکستہ پر تیر نہیں برسیں گے مٹی سے دل تک رسائی نہیں ہوگی اس وقت طبیعت کا پھندا طلب کے شکار بند پر لگانے سے شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ بغیر جدوجہد کے اللہ تعالیٰ کی قربت اور وصل حاصل کرلے گا تو وہ آرزو میں مبتلا ہے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ محنت کر کے وہ خدا رسیدہ ہوجائے گا تو وہ بیجا تھکن میں مبتلا ہورہا ہے اور عمل کے بغیر جنت کا طلب کرنا گناہوں میں ایک گناہ ہے اور حقیقت عمل کے ملاحظہ کوترک کردینا ہے نہ کہ عمل کوترک کرنا ہے ؎

تا کار جہاں راست کنی دیر شود　　چوں دیر شود دلت زما سیر شود

(جب تک دنیا کے معاملات کوسنوارنے میں لگے رہو گے تو دیر ہوجائے گی اور جتنی دیر ہوگی اتنی دیر مجھ سے غافل رہو گے)

جب حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے آئینہ قدم رکھا گیا اس آئینہ میں انہوں نے حوادث زمانہ کی آلائش کو دیکھا تو اس وقت اَنَا عِندَالمنکسِرَۃ قلوبھم کی آواز سنی یعنی ندا آئی کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں۔

لعبی دگر از پردہ بروں آوردی

بس بو العجبیھا کہ پس پردۂ تست

(آپ نے پردہ کے پیچھے سے ایک دوسرا ہی کھیل باہر لایا، آپ کے پردہ کے پیچھے تو بہت ساری تعجب خیز چیزیں ہیں)

سمجھ لیجئے کہ ساری پاکیاں آلائش ہی آلائش ہیں۔

قیامت کے دن حضرت یحیٰ بن زکریا علیہما السلام سامنے لائے جائیں گے۔ ان کے

اعمال نامہ میں کسی طرح کا گناہ نہیں ہوگا۔ ان کو پیشی کے کورٹ پر رکھا جائے گا تا کہ گنہگاروں کا حساب لیا جائے۔

سھر العیون بغیر وجھک باطل وبکا ؤھن بغیر فقدک ضائع

(تیری رضا کے بغیر آنکھوں کا ساری ساری رات جاگنا بیکار ہے اور تجھے کھوئے بغیر آنکھوں کا زار زار رونا بھی لاحاصل ہے)

ایسا گناہ جس کے بغیر رونا آتا ہو وہ ایسی طاعت سے بہتر ہے جو آدمی کو نڈر بنا دے اور اللہ تعالیٰ ضعیف و کمزور کو بھی ایسی مدد پہنچاتا ہے۔ جس سے قوی و طاقتور کو بھی تعجب ہوتا ہے)

نوری کہتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شرابی تھا اس کا انتقال ہو گیا اور میں اس کے جنازہ میں نہیں گیا تو خواب میں دیکھا کہ اگر اپنی نجات چاہتے ہو تو اس کی قبر پر جاؤ۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آخر اس کے احوال کیا تھے اور اس کے معاملات کیسے تھے؟ لوگوں نے بتایا کہ انتقال کے وقت اس کی آنکھیں آنسو سے ڈبڈبا رہی تھیں اور اس کی زبان پر یہ کلمات تھے یامن لہ الدنیا والاخرۃ ارحم من لا لہ الدنیا ولا الاخرۃ (اے دنیا و آخرت کے مالک! آپ اس فقیر بے نوا پر رحم کیجیے جس کے لیے نہ دنیا ہے اور نہ آخرت ہے۔

اس دل کی خوشی کو کیا کہنا جس دل میں آپ کا غم ہو۔ اے خدا! جنید و شبلی کو معاف کر دینا بہت بڑا کارنامہ نہیں ہے ہاں! میرے جیسے رسوا پر رحم کرنا یہی بہت بڑا اکرم ہے۔ ہتھیار ڈال دو تا کہ بندہ بن جاؤ اور بندہ بھی ایسے بن جاؤ کہ تو، تو نہ رہے، خراب زمین پر ٹیکس نہیں لگتا۔ بندگی یہ ہے کہ تم وہ کام کرو جس سے وہ راضی ہو جائے یا تم اس کے کام سے راضی ہو جاؤ۔ اس بات پر یقین رکھو کہ اس راہ میں غم واندوہ سے زیادہ نفع بخش اور کوئی چیز نہیں۔ وَمَن یُرِدِ اللّٰہُ بہ خیراً جَعَلَ فِی قَلبہ نائحۃ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کے دل میں آہ و فغاں کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی قوم میں کوئی غمزدہ آدمی روتا ہے تو یقیناً

اللہ تعالیٰ اس کے رونے کی وجہ سے اس قوم پر رحم فرماتے ہیں، غم گناہوں کو معاف کراتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر غم زدہ دل اور شکستہ دل سے محبت فرماتا ہے۔ خواجہ کائنات ﷺ کی یہ صفت مشہور و معروف ہے کہ آپ ہمیشہ حزن وغم اور فکر میں ڈوبے رہتے۔ اور یہ بات آخرت کے خوف سے پیدا ہوتی ہے۔

روز یکہ بدروازۂ کوئے تو رسم   گوی بمرادِ دل رسم یا نرسم

(جس دن آپ کی گلی کے دروازے پر پہنچ جاؤں گا اس دن بھی میں اس فکر میں رہوں گا کہ آپ تک رسائی ہوگی یا نہیں میرے دل کی مراد پوری ہوگی یا نہیں)

جو صاحبِ درد ہیں وہی درد والوں کا حال جانتے ہیں اور درد والا ہی درد کا حال بیان کرسکتا ہے۔ منبر کا حال معلوم ہے نا! کہ جب کھجور کے اس تنہ نے حالتِ بیقراری میں نالہ وفریاد کرنا شروع کیا تو حکم آیا کہ حنانہ کو گلے لگا لیجیے اس لیے کہ غمزدوں کے نالہ وفریاد کی اس راہ میں بڑی قدر ہے وَطرقوا واتقوا دَعوۃ المظلوم (نیک طریقہ اور اچھا راستہ اپناؤ اور مظلوم کی دعا اور اس کی آہ سے ڈرتے رہو) میں ایک رمز ہے۔

يقولون ثكلي ومن لم يذق   فراق الاحبة لم يثكل

لقد جرعتني ليالي الفراق   شراباً أمر من الحنظل

(۱) وہ لوگ کہتے ہیں کہ برا نہ ہوا ہو تو اس کا برا ہو جس نے دوستوں کی فرقت کا مزہ نہیں چکھا ہو۔

(۲) فراق کی بہت سی راتوں نے مجھے شراب کی ایسی گھونٹ پلائی جو اندرائن کے پھل سے بھی زیادہ کڑوی ہے۔

آری صنما چو در دلت دردی نیست

درد دل دیگراں ببازی شمری

(ہاں! اے صنم! چوں کہ تمہارے دل میں کسی طرح کا درد ہوا ہی نہیں اس لیے دوسروں کے دل

کے درد کو کھیل تماشہ سمجھو گے)

من لم یت والحب حشو فواده　　　لم یدر کیف تفتت الأکباد

(وفور شوق ومحبت سے دل کے لبریز ہونے کی حالت میں جسے رات بھر نیند نہ آئی ہو وہ نہیں جان سکتا کہ کلیجے پارہ پارہ کیسے ہوئے)

ننگی تلوار جو گرد وغبار سے اٹی ہوئی ہو نظر نہیں آتی ۔ جب وہ صاف ستھری ہو تب ہی دکھائی دیتی ہے

لو کنتَ شاھدنا وماصَنَعَ الھویٰ　　　بقلوبنا لحسدت مَن لم یُحْبِبُ

(معشوق نے ہمارے دل کے ساتھ جو کردار انجام دیا ہے اگر تو ہمارا گواہ ہوتا تو یقیناً نا اشنائے محبت سے تو بھی حسد کرتا)

یکبار قلم بروں نه از خانۂ خویش　　　نظارہ کناں عاشقانِ دلریش

(چوٹ کھائے ہوئے دل والے عاشقوں کو دیکھنے کے لیے ایک بار تو اپنے گھر سے باہر نکلو)

فَلْیَرتقُوا فِی الْاَسبَابَ [۳۶] (اگر قدرت ہے تو انہیں رسیاں تان کر چڑھ جانا چاہیے)

عِش مَا شِئتَ فاِنَّکَ مَیت (زندگی کے مزے جتنے اڑانے ہیں اڑالو، اس لیے کہ تمہارا نام مُردوں کی فہرست میں درج ہے) یہی تنبیہ کی بنیاد ہے واعمل ماشئت فانک مجزیٌ به (جتنا عمل کرنا ہے کرلو کیوں کہ تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا) ڈر و خوف کی بات ہے واحبب ماشئت فانک مفارقه (اللہ تعالیٰ سے جس قدر محبت کرنی ہے کرلو اس لیے کہ تم دنیا کو داغ مفارقت دینے جارہے ہو) یہی تجرید ہے۔

آشوب دل ماھمه ز آمد شد تواست　　　یکشب برما باش بیا ساد برو

(تمہارے آنے جانے سے میرے دل کی پریشانی بڑھی ہوئی ہے ایک رات تو میرے ساتھ آرام سے گذار لو پھر چلے جانا)

بیشک گناہوں میں ایک گناہ ایسا بھی ہے جس کی سزا میں توحید سلب کرلی جاتی ہے۔ طاعت و

فرمانبرداری کے بہت سارے خرمن نزع کے وقت وقدمنا الی ماعملوا من عمل [۳۶] (اور ہم بھی ان کے کرتوت جوانہوں نے کیے اس کی طرف آپہنچے) بے نیازی کی ہوا سے بار آور ہو جائیں گے اور بہت سارے آباد سینے سکراتِ موت کے وقت وبدالهم من الله مالم یکونوا یحتسبون [۳۸] (اللہ کی جانب سے ان کے لیے وہ چیز ظاہر ہوئی جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا) خراب وبرباد کردیئے جائیں گے ؎

کان لم یکن بین الحجون الی الصَّفَا

أنیس ولم یَسْمُرْ بمکة سامر

بلی نحن کنا اهلها فأبادنا

صروف اللیالی والجدود العواثر

(۱) جبل مکہ سے صفا کی پہاڑی تک کوئی انیس وہمدم نہیں ملا اور مکہ میں رات کے اندر کوئی گپ کرنے والا نہیں ہے)

(۲) ہم لوگ اسی (مکہ) کے باشی ہیں مگر زمانہ کے انقلابات ومصائب نے ہم لوگوں کو تباہ و برباد کردیا ہے اور ہلاکت میں ڈال دیا ہے)

بہت سارے چہرے قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیئے جاتے ہیں اور بہت سارے آشناؤں کو پہلی ہی رات میں بیگانہ بنادیتے ہیں۔ کسی کو کہتے ہیں نم کنومة العروس (تم سو جاؤ جس طرح دلہن سوتی ہے) اور کسی کو خطاب ہوتا ہے کہ ''نم کنومة المنموس (تم سو جاؤ سانپ کے ڈنک مارے ہوئے کی طرح)

تا مشکل شد که در کلا میں رمه ایم　　　باری نه بگوریم ونه اندر کده ایم

(میں نہ قبر میں ہوں اور نہ مکان میں، بڑی مشکل میں گرفتار ہوں کہ آخر میں کس گروہ میں ہوں)

قل هو نبأ عظیمٌ أنتم عنه معرضون [۳۹] (کہہ دیجیے کہ وہ ایک بڑی (بھیانک) خبر ہے تم اس

سے اپنے دھیان کو ہٹا رہے ہو) مردے کو کھاٹ پر رکھنے سے لے کر قبر تک لے جانے میں جو مدت لگتی ہے اتنے وقت میں اللہ تعالیٰ اس مردے سے چالیس بار اپنی خودی کے بارے میں یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تو نے مخلوق کے دیکھنے میں تو ساٹھ سال گنوائے اب یہ بتاؤ کہ میرے (جلال وجمال کے) مشاہدہ میں کیا ایک ساعت بھی صرف کیا آخر تو نے اپنی عمر کس چیز میں گنوائی؟

قلت للنفس ان اردت رجوعا فارجعی قبل ان یسد طریقاً

(میں نے نفس سے کہا کہ اگر تو وہ واپسی چاہتا ہے تو راستہ کے بند ہونے سے قبل ہی واپس ہو جا) اگر کوئی مجذوب ہے اور وہ بولنے پر آتا ہے تو معلم ہو جاتا ہے **ویثبت اللّٰہ**[۲۲] (اللہ تعالیٰ مستحکم کرتا ہے) کی اس کو تلقین کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی مخذول ہوتا ہے تو وہ گونگا ہو جاتا ہے **الیوم نختم علیٰ أفواھھم**[۲۳] (جس دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے) کے ذریعہ اس کو رسوا کر دیا جاتا ہے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو پھر جاتی ہے اور کہتی ہے ہم واپس ہو گئے اور ہم نے خیر باد کہہ دیا اور اگر رہتے بھی تو تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے۔

حاصل زمیان کار باصد دردیم بر بیھودہ عمری بزباں آوردیم

(کاموں میں لگے رہنے سے دو سو قسم کے دکھ درد کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ ہم نے اس بیکار زندگی کو نقصان ہی میں گذار دیا۔)

یہ سانس کیا ہیں! دلوں کے غماز ہیں، رازوں کے ترجمان ہیں۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اللہ تعالیٰ کے اس حرم (گھر) میں غیر اللہ کا داخلہ حرام ہے۔

جہاں محبت ہوتی ہے وہاں شکایت نہیں ہوتی۔ جہاں خوف ہوتا ہے وہاں دلیری نہیں ہوتی۔ جہاں امید ہے وہاں فرصت نہیں ہوتی۔ دوستی میں رنجش نہیں اور مشاہدہ میں غفلت نہیں۔ علم کا کام دین کی حفاظت ہے اور پرہیزگاری کا کام یقین کی پرورش ہے۔ دوست کی یاد سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے اور وجد جان کو بھڑکانے کا کام کرتا ہے۔

رستگاری پیشہ کن کاندر مصافِ رستخیز نیستند از خشمِ حق جز راستکاراں رستگار

(سچائی کا پیشہ اختیار کرو اس لیے کہ میدانِ حشر میں جو حق باز ہوں گے وہی اللہ کے غصہ سے محفوظ رہیں گے۔ سچائی کو اختیار کرو تا کہ چھٹکارا پاؤ۔

اپنے کو آزاد رکھو۔ اس لیے کہ وحشی گدھا جانوروں کے ڈاکٹر کے نشتر سے آزاد ہے)

سماعون للکذب أکالون للسحت[۴۲] (یہ لوگ جھوٹ بولنے کے لیے بہت زیادہ کان پھیکنے والے اور حرام خوری کے لیے بڑے خوگر ہیں) جب معاملہ ایسا ہے تو بوجھ اٹھانے کے لیے تیار رہو، اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو بوجھ اٹھاتا ہے وہ تھکا ماندہ ہوتا ہے۔

تو شیشہ بنانے والوں کی طرح مجھ سے مل رہا ہے یہ سمجھ لو کہ شیشہ بنانا مشکل ہے لیکن اس کو توڑ دینا بہت آسان ہے زیادہ غفلت برتنا سعادت مندی نہیں ہے۔ ایسا علم جس کے ساتھ ساتھ عقل نہ ہو دیوانگی ہے اور وہ عقل جو علم سے خالی ہو بیگانگی ہے۔ عافیت تنہائی میں ہے اور سلامتی خاموشی میں۔

جسے اچھی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی بات چیت بھی اس کے اعمال میں شمار ہوگی تو وہ اپنی گفتگو کم کر دے اور ضرورت کے مطابق ہی کلام کرے۔ جو تم گفتگو کر رہے ہو اسے اپنے کاتب (کراماً کاتبین) کو لکھوا رہے ہو۔ جو تمہارے پروردگار کو لکھ رہا ہے۔ چنانچہ تم غور سے دیکھو کہ وہ کیا لکھ رہا ہے اور کیا تحریر کر رہا ہے مَا یَلفِظ مِنْ قول اِلَّا لدیدِ رَقِیبٌ عَتِیدٌ[۴۳] (آدمی جو بھی بات کرتا ہے اس کے پاس لکھنے والا تیار ہے) پیمان کا عقد ہے اور مَا یکون من نجوی ثلثۃ[۴۴] (تین میں مشورہ نہیں ہوتا ہے) یہ ایمان کا عہد ہے و التقویٰ رقیب اللہ علی القلوب تقویٰ دلوں کا محافظ و نگراں ہے؟ کیا یہ جملہ تحذیر و توبیخ نہیں ہے اقرء کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیباً[۴۵] (اپنا نامۂ اعمال پڑھ لو، آج اپنی باز پرس کے لیے تم ہی کافی ہو) ایسی صورت میں (جب تیرا سامنا کرنے کی) کسی میں طاقت نہیں ہے تو پھر میں

کہاں سے ہمت کرسکتا ہوں۔ فأولئک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسناتٍ[۴۶] (چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ اچھائیوں سے بدل دے گا) دریائے کرم کی روانی ہے اور اِنَّ اللّٰہ یغنی عَنِ العَالَمِینَ[۴۷] (بیشک اللہ تمام دنیا کے لوگوں سے بے نیاز اور مستغنی ہے) یہ کلمۂ الٰہی کبریائے قِدَم کے نقارہ کی آواز ہے ؎

ہر چند ھمی پیش روم با علمت　　　　در موکب تو چہ من چہ خاک قدمت

(اگرچہ میں تیرے علم کے ساتھ آگے آگے جا رہا ہوں لیکن تیرے سواروں کی جماعت میں کیا میں اور کیا تیرے قدم کی خاک)

احکم الحاکمین یعنی حاکموں کا سب سے بڑا حاکم سب کو طلب کرتا ہے اور ارحم الراحمین یعنی رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا وہ سب کو چھوڑ دیتا ہے۔ بغیر کسی احسان کے اس کا فضل کسی کو نواز دیتا ہے اور بغیر علت کے اس کا عدل کسی کو گھلا دیتا ہے فأمامن ثقلت موازینہ فھو فی عیشة راضیه وأما من خفت موازینه فأمه هاویه[۴۸] (پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہ دل پسند عیش و مسرت میں ہوگا اور جس کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ (دوزخ ہوگا) مشک کے لیے خوشبو مقرر ہے اور لالہ کے لیے رنگ طئے ہے۔ عمر کو بتخانہ میں قبول کرلیا جاتا ہے اور عبداللہ اُبَیّ کو مسجد میں معتوب بنا دیا جاتا ہے ؎

آنرا کہ ھمی سوزی میدانی ساخت　　　　وآنرا کہ ھمی سازی میدانی سوخت

(جس کو تم نے جلا دیا سمجھ لو کہ اسی کو تم نے بنا دیا اور جس کو تم نے بنا دیا سمجھ جاؤ کہ اسی کو جلا کر برباد کردیا)

حَننا بلَیلیٰ وَھی حنت لِغَیرنا　　　　وأخری بنا محنونة لا نریدھا

(ہم تو لیلیٰ کے مشتاق ہیں اور وہ کسی اور کی مشتاق ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسری ہم پر فریفتہ ہے جس کو ہم چاہتے بھی نہیں ہیں)

آنکس کہ بخواہیم نخواہد مارا   و آنکس کہ نخواہیم بمادرزدہ چنگ

(ہم جس کو چاہتے ہیں وہ ہم کو چاہتا نہیں۔ اور جس کو ہم نہیں چاہتے ہیں وہ میرے دروازے پر پڑا رہتا ہے)

ہر روز صبح سویرے ولیوں کے دل میں یہ ندا آتی ہے کہ میرے غیر کے ساتھ تیرا کیا کام تو میری خیریت کا محتاج ہے۔ اگر میرے غیر نے تجھے دیکھا تو اس نے تیرے ساتھ حرام کام کا ارتکاب کیا اور اگر میری نظر تجھ پر پڑی تو یہ میری نوازش ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ معراج کی رات میں بہشت کے جس گوشہ سے گذرا ہر طرف سے یہی آواز آرہی تھی کہ سلمان کو ہمارا سلام کہہ دیا جائے۔ اور یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ منذ عرفتُ اللّٰہ مَا نظرتُ اِلیٰ غیر اللّٰہ. والعنایۃ قبلَ المَاءِ وَالطِّین (جب سے مجھے معرفت الٰہی حاصل ہوئی ہے میں نے اس دن سے غیر اللہ کی طرف نظر نہیں کی۔ اور میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم میری آفرینش سے پہلے سے ہے جب کہ میں مٹی اور پانی میں تھا)

گر دست بزلف تو زنم عذرم ہست   غرقہ بہمہ چیز در آویزد دست

(اگر میرا ہاتھ تیری زلف پر چلا گیا تو اس کے لیے مجھے معذور سمجھو اس لیے کہ ڈوبنے والے کو جو چیز بھی ملتی ہے اسے پکڑ لیتا ہے)

لوگوں کو عالَم میں پیش کیا۔ اگر سیر ہو کر کھایا تو کہا مَست ہے اگر بھوکا رہا تو کہا دیوانہ ہے، اگر سویا تو کہا مردار ہے اگر جاگتے رہے تو حیرت واستعجاب ہے۔ عجز سے اس کو قریبی لگاؤ ہوتا ہے، ضعف و کمزوری اس کی لازمی صفت ہوتی ہے۔ اگر معرفت کے گرد چکر لگائیے تو کہا جاتا ہے ماقدروا اللّٰہ حق قدرہٖ[۴۹] (ان لوگوں نے اللہ کے شایان شان قدر نہیں کی۔) اگر عبادت میں لگئے تو یوں خطاب ہوتا ہے وَما أمروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین[۵۰]

(ان لوگوں کو یہی حکم ہوا ہے کہ وہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اس کے دین کا خالص ہو کر) اگر دونوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیجئے تو حکم ہوتا ہے وما خلقت الجن والانس اِلالیعبدون[51] (ہم نے جنات اور انسان کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا) اگر غافل ہو کر بیٹھ جایئے تو یوں ڈرایا جاتا ہے اِنَّ ربک لشدید العقاب[52] (بیشک تیرے رب کا عذاب یقیناً سخت تر ہے) اگر کسی کی شفاعت طلب کیجئے تو کہتے ہیں لایتکمون اِلا مَن اذن لہ الرحمن وقال صوابا[53] (جس دن وہی لوگ بات کریں گے جنہیں رحمٰن نے بولنے کا حکم دیا ہوگا اور وہ ٹھیک اور معقول بات ہی کہے گا) اگر اپنی طرف یا غیر کی طرف دیکھئے تو کہتے ہیں لئن أشرکت لیحبطن عملک[54] (اگر تو نے کسی کو اللہ کا شریک مان لیا تو تیرا عمل پورا اکارت جائے گا) اگر چاہیے کہ دیوانہ بن جائیں تو یوں تنبیہ ہوتی ہے وان علیکم لحافظین[55] (تم پر نگہبان مقرر ہیں) اگر بازاری پن اختیار کیجئے تو یوں اعلان ہوتا ہے یعلم السر واخفیٰ[56] (وہ بھید اور بھیدوں کے بھید کو بھی جانتا ہے) اگر زاویہ نشینی ترک کیجئے تو کہتے ہیں اَینَ المفر[57] (کہاں ہے راہِ فرار کی جگہ) اگر جگہ پر طلب کیجئے تو کہتے ہیں الیہ المصیر[58] (اسی کی طرف ٹھکانا ہے) اگر فارغ ہو کر بیٹھئے تو کہا جاتا ہے وَالذین جاھدو افینا[59] (جن لوگوں نے ہماری راہ میں محنت کی) اگر محنت اور کوشش میں لگئے تو ارشاد ہوتا ہے یختص برحمتہ مَن یشاء[60] (جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے) اگر نا امید ہو کر بیٹھئے تو خطاب ہوتا ہے لاتقنطو اِمن رحمۃ اللّٰہ[61] (تم لوگ اللہ کی رحمت سے نا امید اور مایوس مت ہو) اگر بے فکر ہو جایئے تو کہا جاتا ہے افامنوا مکر اللّٰہ[62] (کیا وہ لوگ اللہ کے داؤ سے بے خوف ہو گئے) اور اگر نالہ وفریاد کیجئے تو ان الفاظ میں ممانعت ہوتی ہے لا یسئل عما یفعل[63] (خدا کے کئے ہوئے پر استفسار نہیں کیا جا سکتا۔)

آرند یکی و دیگری بربایند   بر ہیچ کس ایں راز ھمی نکشایند

مارا قضاجز ایں قدر نمایند   پیمانہ توی بادہ بتو پیمایند

(۱) کسی کو بلاتے ہیں کسی کو بھگاتے ہیں اور اس میں کیا راز ہے یہ کسی کو بتاتے بھی نہیں۔

(۲) ہم کو تو قضاوقدر سے بس یہی معلوم ہوا کہ تو ہی پیمانہ ہے اور تجھ ہی سے شراب بھرتی ہے۔

ہم تو دنیا میں مجبوراً آئے، اور یہاں حیرت واستعجاب میں رہے اور یہاں سے ناپسندیدہ ماحول میں نکلے۔ میری امت کے اکثر لوگوں کی عمر ساٹھ سے ستر برس ہے اور بہت کم ہوں گے جن کی عمر اس سے آگے بڑھے گی۔ سارے لوگ پانی سے بھرے ہوئے گھڑے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔

قد قلت للقلب وعاتبتهٔ   علی التصاوی فأبیٰ مرهٔ

دع عنک یا قلب طلاب الهویٰ   لا کلُّ یومٍ تسلم الجرّة

(۱) میں نے دل سے اس کے بچپنے جیسی حرکت پر ملامت کرتے ہوئے کہا اور اس کی سرزنش کی تو اس نے زبان حال سے انکار کیا اور اسے یہ بات کڑوی معلوم ہوئی۔

(۲) اے دل! نفس کے خواہشات ومطالبات کو اپنے سے دور کر کیوں کہ ہر دن دل کا گھڑا محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

ہر لغزش جس کے ساتھ درد آمیز استغفار نہ ہو اس میں ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ جرم سے باز آئے بغیر توبہ کرنا بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے کی علامت ہے۔ مومن اپنے گناہ کو اپنے اوپر ٹوٹنے والے پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے اور منافق اپنے گناہ کو اس مکھی کے مانند سمجھتا ہے جو اس پر بیٹھ کر پرواز کر گئی ہو۔ ایسا ایمان جو تم کو آج حرام چیزوں سے بچا نہیں سکتا کل دوزخ سے کیسے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہ یُحِبّ الحالَ المر تحلَ بیشک اللہ تعالیٰ بدلنے والی حالت کو پسند کرتا ہے۔

کبھی قیام گاہ میں کہا جاتا کلمنِی یاحمیراء اے حمیرا آؤ مجھ سے باتیں کرو، کبھی صحرا میں حکم ہوتا أرحنایا بلال اے بلال! اذان دے کر ہمیں راحت بخشو اور کبھی خلوت میں ارشاد ہوتا

لِی مع اللّٰہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولانبی مرسل میرااللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت بھی گذرتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش ہے اور نہ کسی فرستادہ نبی کی

وعطل کؤسک الا الکبارا   تجد للصغیر أناساصغارا

(ڈھول کے سوا اپنی شراب کو برباد چھوڑ دو، تم چھوٹے کام کے لیے چھوٹے لوگوں کو پاؤ گے)

شوریدہ کن اندر ونہ تا برخیزم   در زلف تو آویزم و شور انگیزم

(میرے باطن میں دیوانگی پیدا کر دیجیے اور پھر مجھے چھوڑ دیجیے دیکھیے میں کیسا اٹھتا ہوں اور آپ کی زلف سے لپٹ کر کیسا شور مچاتا ہوں)

معرفت علم کا ثمرہ ہے اور آشنائی صحبت کا ثمرہ ہے۔ عبارت آرائی دوسری چیز ہے اور کردار و عمل دوسری چیز۔ چھوٹے معاملات میں گفتگو اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں مضبوطی ہے۔ کمال احتیاط کے ساتھ گفتگو کرنے والے حضرات کے نزدیک اس طرح کی بات میں کوئی خیر نہیں۔

قوموا الی الدار من لیلیٰ نحییھا   نقم ونسألھا عن بعض اھلیھا

ان السلامۃ من لیلی وجارتھا   اَن لا نحل علی حالٍ بوادیھا

(۱) چلو! لیلیٰ کے گھر کی طرف، اسے سلام کر لیں، کچھ دیر وہاں ٹھہریں اور وہاں کے بعض باشندگان کے بارے میں دریافت کریں۔

(۲) بیشک لیلیٰ اور اس کے پڑوسیوں کی طرف سے یہ سلام اور پیغام ہے کہ کسی حال میں بھی اس کی وادی میں ہم داخل نہ ہوں۔

سنئے! راستہ پُر خطر ہے، منزل دور ہے، معشوق غیرت مند ہے، دل کمزور ہے قلب ناتواں ہے جان عاشق ہے اور ارادہ کو کمال حاصل ہے۔

جُز جان و جگر نیست نگارا خورِ تو   ز آنست کہ ہر سری ندارد سرِ تو

(اے محبوب! آپ کے لائق جانِ وجگر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور ہر سر اس لائق نہیں ہے جو آپ کے لائق ہو سکے)

حضور نبی کریم ﷺ ایک رات سوئے تو اس وقت آپ کا صرف ایک بال سفید تھا۔ دوسرے روز اٹھے تو سترہ بال سفید ہو چکے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کل مجھ پر سورہ ھود نازل ہوئی ہے۔ بالوں کی سفیدی جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں یہ اس خطاب کا اثر ہے۔ جس میں فاستقم کما امرت[٦٤] کا حکم دیا گیا ہے (یعنی قایم رہ جیسا کہ میں نے آپ کو حکم دیا ہے) یہ کوئی بات نہیں کہ اگر چھوٹ جائے تو اس کا تدارک کیا جا سکے۔ اگر کوئی کہے فارجعنا نعمل صالحاً[٦٥] (چنانچہ ہمیں دنیا میں پھر لوٹا دیں تا کہ ہم اچھے کام کریں) تو کہتے ہیں کہ تو خود وہاں سے نہیں آیا۔ جو مستِ الست نہیں اس کو بلیٰ کا خمار شکن کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ظاہر اور پوشیدہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

صبح کے وقت میٹھی نیند میں پڑے رہنا شرط ادب نہیں۔ روح کے لیے ہمت چاہیے، نفس کے لیے عزیمت چاہیے اور دل کے لیے غنیمت۔ ألم یان للذین آمنوا (کیا مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا ہے)۔

طہور یہ ایک نیک اور صالح عورت تھیں۔ ان کی وفات کے چالیس سال بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک اس جرم میں مبتلائے عذاب ہوں کہ ایک رات چراغدان میں چراغ کی بتی کو کچھ زیادہ نکال کر جلا دیا تھا۔

باری بملامتی بیر زیدی یار　　باری بکراء خر بیر زیدی بار

(ملامت ہی سے تو دوست کے لائق ہو سکتا ہے اس لیے کہ گدھا اجرت ہی پر مال برداری کرتا ہے۔)

ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ[٦٦] (کیا تم آخرت کے مقابلہ دنیا کی زندگی سے راضی و خوش ہو گے)

عشاق بعشق دست بردند و شدند　　دل را بغم عشق سپردند و شدند

(عشاق اپنے کوعشق کے حوالہ کر کے اور اپنے دل کو غمِ عشق کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں)

کل یومٍ ھو فی شانٍ[٦٧] (ہر دن وہ ایک نئی شان میں جلوہ افروز ہے) ہی تو بندگی کے کمر بند کو آتش پرست کا زنار بنا دیتا ہے۔

استاد ابو علی دقاق ایک کلیسا کے دروازے پر پہنچے اور فرمایا ولو لا نعمۃ ربی لکنت من المحضرین[٦٨] (اگر میرے پروردگار کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی انہیں گرفتار شدہ لوگوں میں سے ہوتا۔)

الا یا طبیب الجن ویحک داونی　　فان طبیب الانس أعیاہ داءِ یا

(اے جنوں کے معالج تیرا برا ہو تو میری دوا کر اس لیے کہ انسان کے طبیب میری بیماری سے پریشان ہو چکے ہیں۔)

صبح سویرے ھَل مِن سائلٍ (ہے کوئی مانگنے والا) ان کے لیے ہے جو کانوا قلیلاً مِنَ اللیل مَا یَھجَعُونَ[٦٩] (وہ لوگ رات میں بہت کم سوتے تھے) کے مصداق ہیں۔ عبداللہ ابن عمر سے سید صلوات الرحمٰن علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اچھا آدمی وہ ہے جو رات میں اٹھ کر نماز ادا کرتا ہے۔ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے سے فرماتیں کہ اے میرے بیٹے! رات میں زیادہ مت سویا کرو، اس لیے کہ رات میں زیادہ سونے والے کے متعلق یہ خدشہ ہے کہ کہیں رات میں یہ نیند کی زیادتی سونے والے کے لیے ایک روز فقر کا باعث نہ بن جائے۔ اور حکم بھی یہی ہے کہ فتھجّد بہ نافلۃ لک[٧٠] (تھوڑی رات سونے کے بعد نیند سے بیدار ہو کر قرآن پڑھا کرو یہ اضافہ صرف تمہارے لیے ہے) وبالأسحارِ ھم یستغفرون[٧١] (اور صبح کے وقت وہ لوگ مغفرت چاہتے ہیں) یہ شکر ہے اور والمستغفرون بالأسحار[٧٢] (اور وہ لوگ صبح کے وقت معافی مانگنے والوں میں ہیں) یہ ذکر ہے۔

کھانے میں اس حد تک احتیاط برتیں کہ لترک ذرة من الحرام خیر من عبادة مدّة سنةٍ (یقیناً معمولی حرام کا چھوڑنا سوسالہ عبادت سے بہتر ہے) کے تحت آ جائیں، حضرت ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں کہ رات میں تم پر نہ نوافل کی ادائیگی ضروری ہے اور نہ دن میں نوافل روزے کی پابندی بلکہ اس سے زیادہ ضروری ہے کہ تم اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو پاکیزہ بناؤ۔

کثرت سے رونا بہت نفع بخش ہے۔ اس کے برعکس زیادہ ہنسا منع ہے۔ اور قرآن بھی یہی کہتا ہے فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیرا[۳۷] (چنانچہ ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔) مَن یرد اللّٰہُ بہ خیراً أعطاہ عینین ھطالتین (جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دو زار و قطار رونے والی آنکھیں عطا کرتا ہے) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین آنکھوں کے لیے آگ حرام ہے ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہے، دوسری وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے محفوظ رہے اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنسو بہاتی ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم لوگ بار بار اپنی آنکھوں کو اشکبار کرو اور دلوں کو تفکر الٰہی میں لگاؤ۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سجدہ کرنے والے سے فرمایا کہ یہ تو سجدہ ہے، بتاؤ کہ آہ و بکا کہاں ہے؟ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ گنہگاروں کے آنسو سے خدا کا غضب ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر رونے کی کثرت سے دو کالے نشانات پڑ گئے تھے۔ یہ ذوق کی باتیں ہیں کوئی عبارت آرائی نہیں۔ اور یہ وہ باتیں ہیں جن کو چکھ کر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اشارے کنائے میں نہیں۔ جو بھی ان باتوں کو بے وقار اور بے معنی کہتا ہے اس کا اہلِ معرفت کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے۔ جب مذاق اڑانے والے مذاق اڑائیں تو تم اپنی دونوں آنکھوں میں حزن وملال کا سرمہ لگالو۔ جب سونے والے سو جائیں تو تم بیدار ہو جاؤ۔ لوگوں میں سب سے زیادہ نرم دل اور نرم طبیعت وہ ہیں جن کے گناہ بھی کم ہیں۔ تقدیر کے معزول ہونے سے پہلے مغفرت کی طرف دوڑنے کی کوشش کرو اس لیے کہ قلب باتوں کو محفوظ کرنے کے کام میں مشغول ہے۔

خامۂ تقدیر جاری وساری ہے۔ دعائیں لائق سماعت ہیں۔ توبہ قیامت کی آمد سے قبل تک قابل قبول ہے۔ چنانچہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جو شخص حقوق الٰہی کو اپنی کم عمری میں ضائع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاپے میں برباد کردے گا اور جو رازدارانہ طور پر اللہ کی شان میں خیانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بھید کو علانیہ طور پر فاش فرمادے گا۔

لاتذر عاجل السرور و بادر فعساه یعود أولا یعود

(مسرت وشادمانی کی جلد بازی کرنے والے تم اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دو بلکہ سبقت سے کام لو کیوں کہ پتہ نہیں اس طرح کا حسین موقع پھر آئے یا نہیں بھی آئے۔)

تین خصلتیں ایسی ہیں جو انسان کی ہلاکت کا سبب بنتی ہیں:

(۱) ایسی بخالت جس کو بخوشی کیا جائے۔

(۲) نفس کی وہ خواہش جس کی پیروی کو مناسب سمجھا جائے۔

(۳) آدمی کے اندر اپنے بارے میں خوش گمانی اور غرور پیدا ہو جائے۔

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ بخیل کو شہادت کا درجہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ اس لیے کہ جب وہ روٹی کی قربانی نہیں دے سکتا ہے تو جان کی قربانی کیا دے گا۔ اور روشن ضمیر بزرگوں نے فرمایا کہ بخالت اہل ریاست کے ہاتھ کو لُنج کر دیتا ہے اور یہ اہل سخاوت، اہل کرم، بااخلاق اور مردانہ صفات لوگوں کے پیروں کے لیے فالج کا مرض ہے۔ سرداران قوم کے کان کی سماعت کے لیے بہرہ پن کا عارضہ ہے، اصحابِ مروت، اخلاق حسنہ، آداب جمیلہ آدابِ نفسانیہ اور مرد کامل کے لیے آشوبِ چشم ہے۔ جوانوں کے لیے منہ کی سڑاندھ اور سیادت وقیادت کے سن وسال کے لیے لقوہ ہے۔

وہ مرد نہیں جو خواہشات (نفس) کی پیروی میں لگا رہے۔ مرد تو وہ ہے جس کی جان کو ہمت ہو، نفس کو عزیمت ہو۔ دل میں غنیمت ہو اور جسم موت کے حوالہ کرنے کے لیے تیار رہے

اس لیے کہ منزل تو قبر ہی ہے اور وہ ایسی لشکر گاہ ہے جو ہر وقت تمہیں آواز دے رہی ہے

تو در خوابی واز مرگت خبر نہ بخواہی مُرد اگر خواہی اگر نہ

(تو موت سے بے خبر ہو کر خوابِ غفلت میں پڑا ہے۔ موت تو آنے ہی والی ہے تو چاہے یا نہ چاہے۔)

ملک الموت تو وہ ہے جو ہر طرح کی دیوار ڈھا دیتا ہے اور پنجڑے کو کھول دیتا ہے۔ یہ جسم یہ بدن روح کے پنجڑے اور جانوروں کے اصطبل ہیں۔ اگر روح کا پرندہ آشنا ہے تو ربِ جلیل کی آواز ارجعی الیٰ ربک[44] (اپنے پروردگار کی طرف واپس ہو جا) سن کر پرواز کر جاتا ہے اور سب سے بلند وارفع مقام پر اپنا آشیانہ بنا لیتا ہے۔ اھتز العرش بموت سعید بن معاذ (سعید بن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا) سے اسی بات کی تو خبر ملتی ہے۔ اور اگر معاذ اللہ روح کا پرندہ بیگانہ ہے تو اس کے لیے "اولئک کالانعام[45]" (وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں) کی ندا ہوتی ہے اور اس کا ٹھکانا "ہاویہ" میں بنا دیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے پانی کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ پھر اسے رکھ دیا پانی نہیں پیا۔ ایک خاص حالت ان پر ہوئی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور! یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا دوزخیوں کی تمنائیں یاد آ گئیں اور مجھے ستانے لگیں کہ افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللّٰہ[46] (اے جنتیو! کچھ پانی یا جس چیز سے اللہ نے تم کو نوازا ہے اس کو ہم لوگوں پر بھی انڈیلو)

مشائخ میں سے ایک شیخ برسہا برس بے ہوش رہے لوگوں نے آپ سے عرض کیا حضرت! یہ تو بتائیے کہ آخر یہ کیا کیفیت تھی۔ فرمایا میں نے جہنم والوں کو رات میں یہ کہتے ہوئے دیکھا ہے کہ تعجب ہے اس ہنسنے والے کے لیے جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے اور اس خدا فراموش غافل کے لیے بھی تعجب ہے جس کے پیچھے جہنم ہے۔ اگر موت کے بعد دو تین دن تک حسینوں کے چہرے کو تو دیکھے تو یہ نہ سمجھ لینا کہ اس کے بعد تو شادمان رہے گا۔

ومن شاء فلینظر الیٰ و منظری　　　نظیر الی من ظن ان الھوی سھل

(جو مجھے اچھی طرح دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ میرے جمال وکمال کا بھرپور مشاہدہ کرلے اور میرے دیکھنے کی جگہ (عرش) کو بھی دیکھ لے جس کی بلندی سے میں اس شخص کو مستقل دیکھ رہا ہوں جس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عشق آسان ہے)

سید عالم ﷺ حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرماتے قبر والوں کے پاس سے گذرو تو کبھی ان کی زیارت بھی کرلیا کرو تاکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں اور جنازہ کو چل کر رخصت کیا کرو۔ امید ہے کہ یہ عمل تمہارے دل میں ذکر کی تحریک اور حزن و ملال کی کیفیت پیدا کرے گا۔ بے شک غمگین حضرات اللہ تعالیٰ کے سایۂ عاطفت میں ہوتے ہیں۔ تفکر کے ساتھ عزیزوں کی قبروں پر اوران کے قبرستان میں جایا کرو۔ یعنی تم غائب کو حاضر بنا دو عبرت کے ساتھ اور جو حاضر ہے اس کو غائب سمجھ لو تاکہ تمہیں رہ نمائی حاصل ہو۔

وَخل سبیل العین تدمع بالبکاء　　　فلیس لأیام الشباب رجوع

(میری آنکھ کو رونے کے لیے چھوڑ دو۔ اسے آہ و بکا کے ذریعہ جتنا آنسو بہانا ہے بہانے دو اس لیے کہ جوانی کے دنوں کی واپسی ناممکن ہے)

موت کی تیاری میں جلدی کرو۔ اس لیے کہ نصیحت وموعظت سے غفلت واعراض خدائے تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ حضرت آدم کی تمام اولاد غلطی کرنے والی ہے اور سب سے بہتر خطاکار وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طالب ہیں۔

سقیا لایا منا الخوالی　　　اذ خال وجھی کو جہ خالی

بتنا و لیلتنا نھار　　　سرنا و أیا منا لیالی

(۱) اللہ تعالیٰ ہمارے کنوارے اور تجرد کے دنوں کو اپنی رحمت سے سیراب کرے اس لیے کہ میرے چہرے کی نقاہت وکمزوری کنوارے کے چہرے کی طرح ہے۔)

(۲) ہم نے (زندگی کی مسافرت کی) راتوں کو اس حال میں گذارا کہ وہ ہمارے لیے دن کی مانند ہوگئی تھیں اور ہم پورے پورے دنوں کو چل کر راتوں کی طرح گذارتے رہے۔)

جتنے احکام ہیں ان کی حیثیت علاج کی ہے۔

بیزار شو از خود کہ زیانِ تو توئی　　　منگر بستارہ کا سمانِ تو توئی

(اپنی خودی سے بیزار ہو جاؤ کہ تمہاری خودی ہی تمہارے لیے نقصان کا سبب ہے۔ ستارہ کی طرف کیا دیکھتے ہو اس لیے کہ تم تو خود آسمان ہو۔)

اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے لیے اور ظاہر کو مخلوق کے لیے بنالو۔ یعنی جسم کو قارون کی صفت پر ہونا چاہیے اور دل کو حضرت عیسیٰ کی صفت پر۔ ما أغنى عنى ماليه هلك عنى سلطانيه (آج میرا مال میرے کام نہ آیا اور میری بادشاہی بھی ختم ہوگئی) تم ان باتوں کو ہرگز بیکار نہ سمجھنا کیوں کہ نیند غفلت سے زیادہ بھاری نہیں ہے:

اذا الفتى ذم عيشاً فى شبيبتهِ　　　فما يقول اذا عصر الشباب مضى

وقد تعوضت عن كلٍ بمبهمة　　　وما وجدت لأيام الصبى عوضاً

(۱) جب جوان نے اپنی جوانی کی زندگی کو برا بھلا کہہ کر کوسا تو وہ عہد جوانی کے گذرنے کے بعد کہہ بھی کیا سکتا تھا)

(۲) مجھے ہر غیر واضح اور مبہم چیز کا بدلہ تو ملا مگر بچپن کے ایام کا کوئی بدلہ مجھے میسر نہیں ہو سکا۔

حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

أمر لا تدرى متى يلقاك　　　استعدله قبل أن يفجاك

ولا خلاف بأن الناس قد خلقوا　　　فيما يرومون معكوس القوانين

اذانفقوا العمر فى الدنيا مجازفة　　　والمال ينفق فيها بالموازين

(۱) ایک ایسی بات (اختتامِ زندگی) جس کے متعلق تم نہیں جانتے ہو کہ وہ کب آ پہنچے گی اس

کی تیاری اس کے اچانک آجانے سے پہلے ہی کرلو۔)

(۲) اور یہ یقینی بات ہے کہ قوانین شکنی کے ارادے لوگوں کی فطرت میں پیدائشی ہیں۔

(۳) ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب یہ لوگ دنیا میں عمر خرچ کرتے ہیں تو اندازہ اور اٹکل سے اور جب یہ لوگ مال خرچ کرتے ہیں تو پورے ناپ تول اور گنتی کے ساتھ۔

ایک شخص گرمی کے موسم میں برف بیچ رہا تھا، گرمی اپنے شباب پر تھی، اور وہ برف بیچنے والا ہر گھڑی آواز لگا رہا تھا کہ اے خریدارو! **ارحموا المن رأس ماله يذوب** (اس پر رحم کرو جس کی پونجی آہستہ آہستہ برف کی طرح ختم ہو رہی ہے)

شد عمر ونشد وساختہ کارے بمراد　　در پیش رھی دراز دارم بیزاد

(زندگی تمام ہونے کو آئی اور دامنِ مرادگلِ مقصود سے خالی رہا۔ دور دراز کا سفر در پیش ہے اور اپنے پاس کوئی زادراہ نہیں)

فرمان ربی ہے **ألم يان للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله** [۷۸]

(کیا مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے جھک پڑیں)

برفت عمر و دریغا کہ برنیامد ازاو　　نہ ہیچ مقصد دینی نہ کار دنیائی

(زندگی رخصت ہوگئی، اور ہائے افسوس! نہ دین ہی کا کام بن سکا اور نہ دنیا ہی ملی)

خواہشات (نفس) کی اتباع موت اور قبر کا گڈھا ہے، **افرايت من اتخذ الهه هواه** [۷۹] (تم دیکھو تو ذرا اس کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا حاکم ٹھہرالیا ہے)۔ خواہشات نفس کی اتباع ہی سے ممنوعات اور منہیات کا ارتکاب ہوتا ہے **فمن أطال الأمل أساء العمل** (جس نے امیدوں اور آرزوؤں کو وسعت دی وہ بداعمالیوں کا شکار رہا) عُجب اور غرور ہدایت کے لیے حجاب ہے اور جو حجاب میں مبتلا ہے وہ گمراہ ہے۔

سنئے! اگر آپ نے مجھ سے نصیحت کی درخواست نہ کی ہوتی تو میں اس فیصلہ کن گفتگو

اوراٹل بات کی جرأت نہ کرتا۔اوراللہ رب العزت نے بھی فرمایا ہے وَاِن استنصر وکم فی الدین فعلیکم النصر[۸۰] (اگروہ لوگ دین کے معاملہ میں تم سے مدد چاہیں تو تم لوگوں پران کی مدد کرنا فرض ہے) لہٰذا اسی شرط محبت کی بجا آوری کرتے ہوئے یہ نصیحت بھری باتیں میں نے لکھ دی والقلم احداللسانین (قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے) ان لم یصبھا وابل فطل[۸۱] (اگران پر بارش نہ ہوتی تو شبنم ہی کافی ہوتی)۔اگر ساحل سے لگ گئے تو مچھلی جال میں پھنس گئی اوراگر ماہر غوطہ خور کی طرح دریا کی گہرائی میں غوطہ لگایا تو قیمتی موتی کے حاصل ہونے کی امید ہے۔جانتے ہیں جب ایک بھائی آپ سے ملتا ہے تو وہ آپ کو اللہ کی جانب سے عنایت کردہ خوش قسمتی اور بھلائی کی تذکیر وتلقین کرتا ہے۔وہ بھائی آپ کے اس بھائی سے زیادہ بہتر ہے جو آپ سے جب بھی ملاقات کرتا ہے تو آپ کے ہاتھ میں ایک دینار رکھ دیتا ہے۔اطمینان قلبی اپنی ذات کے لیے لازم کرلیجیے تاکہ نہ کسی کے آنے سے آپے سے باہر ہوں اور نہ کسی جاہل سے نقصان پہنچے، دریا صفت ہونا چاہیے۔اس کوشش میں لگے رہئے کہ کسی کی پناہ میں آجائیں۔غوروفکر کیجیے تاکہ مقامِ زوجیت حاصل ہوجائے۔موت کی طلب میں رہیے تاکہ آپ کا قال، حال ہوئے، جیسا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری زبان اللہ اللہ کا ورد بار بار کرنے کی عادی ہوگئی ہے۔اور یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو فراموش کردیتا ہے جو اس کی ذات سے غفلت اختیار کرتا ہے۔اور جو بغیر سوچے سمجھے باتیں کریں ان کی باتوں کو بھی اللہ تعالیٰ بغور سنتا ہے چنانچہ وہ بندہ جو مخلص، وفادار محب ہے اسے آزمائش سے دوچار کردیتا ہے۔حوصلہ بلند رکھئے تاکہ ملال پیدا نہ ہو۔ملاقات کے لیے آگے آیئے تاکہ ملامت کا داغ نہ لگے ترقی کیجیے تاکہ سلامت رہیے۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اکتا جانے کے خوف سے موعظت ونصیحت میں کبھی کبھی ناغہ فرمادیتے تھے۔

ان کلمات کو بہت ساری نیکیوں کا فتح باب اور بہت سارے خزانوں کی کنجی سمجھئے، امید

کہ آپ کا دل باشعور اور بیدار ہو۔ آپ کے معاملے آپ پر واضح نہ ہوں۔ جس کے دونوں ایام یکساں رہے ہوں وہ دھوکے میں ہے۔ اور جس کا گذشتہ دن آئندہ دن کے مقابلہ میں بہت برا ہو۔ وہ رحمتِ خداوندی سے محروم ہے اور جو نیکی اور بھلائی کے اضافہ کی کوشش میں نہیں ہے۔ وہ نقصان میں ہے۔

تاریکتر است ھر زمانے شبِ من یارب شب من سحر ندارد گوئی

(ہر زمانے میں میری رات بہت تاریک رہی ہے اے پروردگار! کیا میری رات کے لیے گویا صبح ہے ہی نہیں)

اے بزرگ جہاں اور اے دوستوں کی پناہ گاہ!

اندر سفر عشق شدن آسان ست پایاں بردن کار جوانمردان ست

(عشق کے سفر کے لیے قدم نکالنا تو آسان ہے لیکن سفر کی آخری منزل تک پہنچنا جواں مردوں کا کام ہے)

خود کو سمجھئے اس لیے کہ (زندگی کا) سورج اب ڈوبنے ہی والا ہے، لوگوں کی پرکھ کا وقت اب آنے ہی والا ہے، اچھے اور بلند اخلاق رخصت ہو رہے ہیں، صحبت کی علامتیں مٹتی جا رہی ہیں۔

ذهب الذين نعيش في أكنافهم وبقيت في خلف كجلد الأجراب

(جن ہمنشینوں کے ساتھ ہم لوگ پر لطف زندگی کے مزے لے رہے تھے وہ لوگ تو محفوظ مقامات کی طرف کوچ کر گئے۔ ان لوگوں کے بعد میری حالت یہ ہوگئی ہے کہ خارش زدہ اونٹ کی طرح پیچھے رہ گیا ہوں)

بہت سارے دوست ایسے ہیں جو ظاہر میں بھائی بنے ہوئے ہیں لیکن وہ چھپے دشمن ہیں ہاں سب سے مخلص بھائی وہ ہیں جو اگر تمہاری کوئی غلطی یا خامی دیکھے تو اسے بتادے اور جب

تمہاری کوئی خوبی دیکھے تو اسے چھپالے۔ یا ویلتی لیتنی لم أتخذ فلا نا خلیلا[۸۲] (ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔) کو یاد رکھیے الأخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین[۸۳] (جتنے بھی دوست ہیں سب اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا کا خوف ہے) کو سامنے رکھیے، فرمان الٰہی ہے قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم[۸۴] (آپ ان سے فرما دیجیے کہ جس موت سے تم لوگ راہِ فرار اختیار کر رہے ہو وہ تم لوگوں کو یقینی طور پر پکڑ لے گی) جب خواجۂ ازل و ابد ﷺ کی تدفین کے بعد لوگ واپس آئے تو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت انس ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کیف طابت أنفسکم أن تحثوا علی رسول اللّٰه التراب۔

(تم لوگوں کو یہ کیسے اچھا لگا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے (جسم اطہر کے) اوپر مٹی ڈالو)

بزور و زر دنیا ہمچو نااہلان مشو غرہ

کہ ایں آں نو بہاری نیست کش بے مہرگاں بنی

(نااہل لوگوں کی طرح دنیا کی دولت اور طاقت پر غرور و گھمنڈ نہ کرو۔ اس لیے کہ یہ وہ نو بہار نہیں ہے جسے تم خزاں کے موسم کے بغیر دیکھ رہے ہو) سیعلم الذین ظلموا أی منقلبٍ ینقلبون[۸۵] (عنقریب ظلم کرنے والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ کس کروٹ انجام سے دوچار ہوں گے) یوم لا ینفع مال و لابنون الامن أتی اللّٰه بقلب سلیم[۸۶] (جس دن نہ کوئی مال کام آئے گا اور نہ لڑکے سوائے اس کے جو اللہ کے پاس بھلا چنگا بے روگ دل لے کر آئے گا) جس چیز سے ندامت پیدا ہو اسے چھوڑ دیجیے اور جس چیز میں حفظ و امان میسر ہو اس کی طرف سبقت اور جلد بازی کیجیے۔ اب یہ آپ خود سمجھئے کہ آپ نے کون سی بیج ڈالی ہے۔ انا ھدیناہ السبیل اما شاکراً أو اما کفوراً[۸۷] (ہم نے اسے راستہ بتا دیا ہے آیا وہ یقین کرے یا انکار کرے) سو سالہ زندگی میں ہمیشہ کا عذاب خریدا تو یہ سراسر نقصان ہی نقصان ہے اور اگر مخلوق کو خوش رکھنے

کے لیے خالق کو ناراض رکھا تو یہ بدنصیبی و بدبختی ہی ہے۔ أفلا یعلم اذا بعثر مافی القبور وحصل مافی الصدور[88] (کیا وہ نہیں جانتا ہے جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے اور ظاہر کر دیا جائے گا جو سینہ میں پوشیدہ ہے) لہٰذا خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اس سے قبل کہ ہم مسخ کر دیں چہرے کو من قبل ان نطمس وجوھا[89]۔ اپنے کردار و عمل پر تہمت کا داغ لگائیں یا کردار و عمل کی قیمت و آزار اٹھالیں۔ یہاں تک کہ کسی طرح کی جنگ باقی نہ رہے۔ حق سے معاملہ سچائی کے ساتھ کیجیے اور خلق کے ساتھ اخلاق سے پیش آیئے ؎

کن ورعاً تکن أعبد الناس

وکن قنعاً تکن أشکر الناس

(تقویٰ اختیار کرو تم لوگوں میں سب سے بڑے عابد ہو جاؤ گے قناعت اختیار کرو تم لوگوں میں سب سے بڑے شاکر ہو جاؤ گے)

لوگوں کے لیے وہی پسند کیجیے جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں تو آپ مومن بن جائیں گے۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیئے تو مسلمان بن جائیں گے۔ کم ہنسئے اس لیے کہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ کو آزر کے بتخانہ میں دیکھئے اور پڑھئے یخرج الحی من المیت (اللہ تعالیٰ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے) اور کنعان کو جناب نوح کی قیامگاہ میں دیکھئے اور یخرج المیت من الحی[90] (اللہ تعالیٰ زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے) کو سمجھئے۔ حضرت آدم کے اقرار و اقبال کو دیکھئے کہ زُلت (لغزش) کا نقصان مٹا دیا گیا اور ابلیس لعین کے انکار و ادبار پر غور کیجیے کہ اس کی طاعت و عبادت کوئی کام نہ آئی ؎

بأيّ نواحی الأرض أبغی وصالکم　　　وأنتم ملوک مالمقصد کم نحو

(روئے زمین کے جس خطہ اور جس گوشہ میں بھی ہو سکے میں آپ لوگوں کے وصل ولقا کا شرف چاہتا ہوں مگر کیا کروں آپ حضرات تو بادشاہ ہیں آپ لوگوں سے ملنے کے لیے کوئی راستہ مجھے

معلوم نہیں ہے۔)

جب کوئی آشنا کسی گدا کی زبانی پیغام سنتا ہے تو یہاں پر اس گدا کا تصرف واختیار درمیان میں بس اتنا ہی ہے کہ اس کی آمدنی ہوجائے۔

دلالہ اگرچہ خوب کردار بود　　　در خلوت عاشقاں گراں بار بود

(دلالہ اور کٹنی اگرچہ باکردار بھی ہو لیکن عاشقوں کی خلوت گاہ میں اس کی موجودگی گراں انہیں گذرتی ہے)

ان باتوں کو دل کے کان سے سنئے اور جان کی تختی پر لکھ لیجیے۔ اور مجھے اپنا مخلص وسچا تنبیہ کرنے والا اور خبردار کرنے والا سمجھئے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان سے کوئی بات دریافت کی جاتی ہے تو انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوجاتا ہے اور انہیں صحیح جواب کی توفیق دے دی جاتی ہے اور صحیح بات بتانے کی رہنمائی کردی جاتی ہے۔ اہل تقویٰ یعنی اچھے لوگوں کی ملاقات دلوں کی تعمیر ہے، ان سے کلام وگفتگو محبوب کا تحفہ ہے، ان کی نصیحت عیوب کی بے پردگی اور خرابیوں وخامیوں کا انکشاف ہے۔ کیسے وہ شخص کامیاب ہوسکتا ہے جس نے کامیابی حاصل کرنے والے کو دیکھا ہی نہیں ہے ؎

گل خود روی بے بوی بود　　　وآن کشتہ دوروی و دو بوی بود

(خودرو پھول میں خوشبو نہیں ہوتی اور خوشبو کے مجموعہ میں تو دوہری خوشبو اور دوہرا حسن ہوتا ہے۔)

كن في الدنيا ببدنك وفي الأخرة بقلبك (تم جسمانی طور پر دنیا میں مشغول رہو لیکن تمہارا دل آخرت میں لگا رہے) دنیا کی آبادی چار اشخاص پر منحصر ہے:

(۱)　وہ عالم جو علم کے مطابق عمل کرتا ہے۔

(۲)　وہ جاہل جو علم وجانکاری حاصل کرنے میں شرم نہیں کرتا۔

(۳)　وہ دولتمند جو شریعت کے مطابق مال کا حق ادا کرتا ہے۔

(۴)　اور وہ درویش جو دنیا کے عوض آخرت کو نہیں بیچتا ہے۔

؎　شب رفت و حدیثِ ما بپایاں نہ رسید

شب راچہ گنہ حدیثِ ما بود دراز

(رات گذر گئی اور میری بات پوری نہ ہوئی اس میں رات کا کیا قصور! میری داستان ہی طویل ہے)

اللہ تعالیٰ اپنے احسان اور فضل و کرم سے ہمیں توفیق رفیق عطا فرمائے۔ مدد کرنے والی نیک بختی اور موافقت کرنے والی اقبالمندی کی روزی عنایت فرمائے، ایمان کی پونجی کو نقصان سے محفوظ رکھے، طاعت کو ریا اور شہرت سے دور رکھے، برائیوں کے گڈھے میں گرنے سے بچاتا رہے اور اپنی امداد و استعانت سے ہر روز نوازتا رہے۔ چنانچہ ہم خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گذار ہیں کہ:

نعوذ باللّٰہ من دعاءٍ لا یسمع و قلب لا یخشع و علمٍ لا ینفع

وحسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل و نعم النصیر و صلی اللّٰہ علی

محمد و آلہ أجمعین.

ہم لوگ ایسی دعا سے جو (خدا کی بارگاہ میں) نہ سنی جائے، نڈر و بے خوف دل اور غیر نافع علم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ہم لوگوں کے لیے بس اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے وہ کیا ہی اچھا ضمانت دار اور کیا ہی بہتر مددگار ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کی تمام آل پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔

حوالجات آیاتِ قرآنی

جو اس مکتوب میں آئے ہیں۔

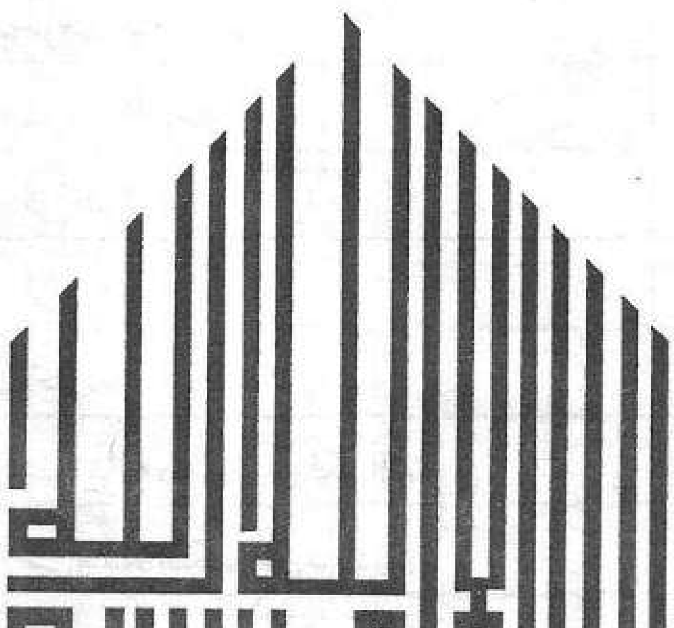
نمبر شمار	آیات کریمہ	سورہ	آیت نمبر
۱	ان هذه تذكره ج فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا	مزمل	۱۹
۲	ومن أرادالاخرة وسعىٰ لها سعيها وهو مومن فأولئک کان سعيهم مشكوراه	بنی اسرائیل	۱۹
۳	ومن أعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیمة أعمىٰ	طٰهٰ	۱۲۴
۴	ذلک فضل اللّٰه یوتیه من یشاء	مائدة	۵۴
۵	عسىٰ ان یکون قد اقترب أجلهم بأىّ حدیث بعده یومنون	أعراف	۱۸۵
۶	اذا وقعت الواقعة	واقعة	۱
۷	ان بطش ربک لشدید	بروج	۱۲
۸	لهم البشرىٰ	یونس	۶۴
۹	لا بشرى یومئذ للمجرمین	فرقان	۲۲
۱۰	سیماهم فی وجوههم من أثرالسجود	فتح	۲۹
۱۱	یعرف المجرمون بسیماهم	رحمن	۴۱
۱۲	فلا تزکوا أنفسکم هو أعلم بمن اتقى	نجم	۳۲
۱۳	فمن أبصر فلنفسه ومن أعمى فعلیها	انعام	۱۰۴
۱۴	اذقضى الأمروهم فی غفلة وهم لایومنون	مریم	۳۹
۱۵	یحبهم ویحبونهٗ	مائده	۵۱

۱۶	ذكر والله فاستغفروا لذنوبهم	ال عمران	۱۳۵
۱۷	نسوالله فأنسيهم أنفسهم	حشر	۱۹
۱۸	أَفَمَنْ شرح الله صدره للاسلام	زمر	۲۲
۱۹	فويل للقاسيه قلوبهم	زمر	۲۲
۲۰	كل من عليها فان	رحمن	۲۶
۲۱	كم أهلكنا قبلهم من قرن	مريم	۷۴
۲۲	ياليتنا اطعنا الله و اطعنا الرسولا	احزاب	٦٦
۲۳	لولا أخرتنا الىٰ أجلٍ قريب	نساء	۷۷
۲۴	الآن وقد عصيت قبل و كنت من المفسدين	يونس	۹۱
۲۵	أولم تكونوا أقسمتم من قبل مالكم من زوالٍ	ابراهيم	۴۴
۲۶	وحيل بينهم و بين مايشتهون	سبا	۲۲
۲۷	ألاء الى الله تصير الامور	شوریٰ	۵۳
۲۸	فريق فى الجنة وفريق فى السعير	شوریٰ	۷
۲۹	والليل اذا عسعس	تكوير	۱۷
۳۰	والصبح اذاتنفس	تكوير	۱۸
۳۱	ليسئل الصادقين عن صدقهم	احزاب	۲۱
۳۲	ومن كان فى هذه أعمى فهوفى الآخرة أعمىٰ وأضل سبيلا	بنى اسرائيل	۷۲
۳۳	لمن الملک	المؤمن	۱۶
۳۴	فقد فاز فوزا عظيما	الأحزاب	۷۱
۳۵	فقد وقع أجرهٗ على الله	النساء	۱۰۰
۳۶	فلير تقوا فى الاسباب	ص	۱۰

۳۷	وقدمنا الى ماعملوا من عمل	الفرقان	۲۳
۳۸	وبدالهم من اللّٰہ مالم یکونوا یحتسبون	الزمر	۴۷
۳۹	قل هو نبا عظيم أنتم عنه معرضون	صٓ	۶۸
۴۰	يثبت اللّٰہ	ابراهيم	۲۷
۴۱	اليوم نختم على أفواههم	یٰسٓ	۶۵
۴۲	سماعون للكذب أكالون للسحت	المائده	۴۲
۴۳	مايلفظ من قولٍ الالديه رقيب عتيد	قٓ	۱۸
۴۴	مایکون من نجوی ثلاثة	المجادلت	۷
۴۵	اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا	بنی اسرائیل	۱۴
۴۶	فأولئک یبدل اللّٰہ سیئاتھم حسنات	الفرقان	۷۰
۴۷	ان اللّٰہ لغنی عن العٰلمین	عنكبوت	۶
۴۸	فأما من ثقلت موازينه فهوفي عيشة راضيهo	القارعة	۶-۷
۴۹	ماقدروا اللّٰہ حق قدرہٖ	أنعام	۹۱
۵۰	وما امروا الاليعبدوا اللّٰہ مخلصين له الدين	بينه	۵
۵۱	وماخلقتُ الجن والانس الاليعبدون	ذٰریٰت	۵۶
۵۲	ان ربک لشديد العقاب	رعد	۶
۵۳	لايتكلمون الامن أذن له الرحمن وقال صوابا	نباء	۳۸
۵۴	لئن أشركت ليحبطن عملك	زمر	۶۵
۵۵	وان عليكم لحافظين	انفطار	۱۰
۵۶	يعلم السرو أخفیٰ	طٰهٰ	۷
۵۷	أين المفر	القيامة	۱۰

۵۸	اليه المصير	مائدة	۱۸
۵۹	والذين جاهدوا فينا	عنكبوت	۶۹
۶۰	يختص برحمته مَن يشاء	بقره	۱۰۵
۶۱	لاتقنطوا مِن رحمة الله	زمر	۵۳
۶۲	أفامنوا مكر الله	اعراف	۹۹
۶۳	لايسئل عمايفعل	أنبياء	۲۳
۶۴	واستقم كما أمرت	شورى	۵
۶۵	فارجعنا نعمل صالحا	سجده	۱۲
۶۶	أرضيتم بالحيوة الدنيا من الاخرة	توبه	۳۸
۶۷	كل يوم هو في شان	رحمٰن	۲۹
۶۸	ولولا نعمة ربى لكنت من المحضرين	صافات	۵۷
۶۹	وكانوا قليلا من الليل مايهجعون	ذٰريٰت	۱۷
۷۰	ومن الليل فتهجدبه نافلة لک	بنی اسرائیل	۷۹
۷۱	وبالأسحارهم يستغفرون	ذٰريٰت	۱۸
۷۲	والمستغفرين بالأسحار	آل عمران	۱۷
۷۳	فليضحكوا قليلا وليبكوا كثيرا	توبه	۸۲
۷۴	ارجعی الیٰ ربک	الفجر	۲۸
۷۵	أولئک كالانعام	أعراف	۱۷۹
۷۶	أفيضوا علينا من الماء أوممارزقكم الله	أعراف	۵۰
۷۷	ماأغنى عني ماليه۝ هلک عني سلطٰنيه۝	حاقة	۲۸-۲۹
۷۸	ألم يان للذين امنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله	حديد	۱۶

۷۹	أفرايت من اتخذالهه هواه	جاثيه	۲۳
۸۰	وان استنصر وكم فى الدين فعليكم النصر	أنفال	۷۲
۸۱	فان لم يصبها وابل فطل	بقرة	۲۶۵
۸۲	يا ويلتي ليتني لم أتخذ فلا نا خليلا	فرقان	۲۸
۸۳	الأخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدوالا المتقين	زخرف	۶۷
۸۴	قل ان الموت الذى تفرون منه فانه ملاقيكم	جمعة	۸
۸۵	وسيعلم الذين ظلموا أى منقلب ينقلبون	شعراء	۲۲۷
۸۶	يوم لا ينفع مال ولا بنون الامن أتى اللّٰه بقلب سليم	شعراء	۸۸-۸۹
۸۷	انا هديناه السبيل اماشاكرا واماكفورا	دهر	۳
۸۸	افلا يعلم اذابعثر مافى القبور وحصل مافى الصدور	عاديٰت	۹-۱۰
۸۹	من قبل أن نطمس وجوها	النساء	۴۷
۹۰	يخرج الحيىٰ من الميت ويخرج الميت من الحيى	روم	۱۹



تازیانۂ سلوک

''اے عزیز الوجود! آپ کو معلوم ہو کہ دل کی تختی سے اغیار کے نقش کو مٹا دینا یہی ارادت کی پہلی منزل ہے۔ ساری عوام اس فکر میں ہے کہ ایک کو دو کر دیا جائے اور خواص اس فکر میں ہیں کہ ہزار کو ایک ثابت کر دیں۔ وَمَنْ تَشَعبّت بِهِ الهموم لم يبال الله بأى وادٍ اهلكهٗ (جس نے بہ تکلف غموں کو ظاہر کیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں ہے کہ وہ کسی وادی میں اس کو ہلاک کردے۔) آخر کس اعتماد پر یہ غرور ہے۔ عَسیٰ اَن یکونَ قد اقترب أجلهم فبأى حديث بعدهٗ يؤمنون ٥ (شاید کہ ان کی موت کا وقت قریب آچکا ہے، تو اس قرآن کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے) ہو سکتا ہے کہ اچانک کسی وقت موت آجائے اور سارے کام ادھورے اور غیر مکمل رہ جائیں تو اس وقت کوئی عذر کام نہ آئے گا۔''

يا راقد الليل مسروراً بأوّله
ان الحوادث قد يطرقن أسحاراً

(ماخوذ از مکتوب حضرت امام احمد غزالیؒ)

Published From:
Maktabah-e-Sharaf, Khanqah Hazrat Makhdoom-e-Jahan
Biharsharif, Nalanda (Bihar)

Designed at: Munemi Computer, Daryapur, Patna-4, Mob.: 9334317926